ربیع الآخر ۱۴۴۵ھ / اکتوبر ۲۰۲۳ء
OCTOBER-2023 Rs. 30/-

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مدیر اعلیٰ — مدظلہ العالی

عالمِ اسلام کو عید
غوثیہ مبارک ہو

- سیرت غوث اعظم اور ہمارا معاشرہ
- غوث اعظم کے چند انقلاب آفریں ارشادات
- سرکار غوث اعظم! حیات و خدمات
- تعلیمات غوث اعظم عصر حاضر کے تناظر میں

- خیمۂ اہل بیت میں پانی نہ ہونے کے دعوے پر امام اہل سنت
- حافظ الحدیث علامہ حکیم قادر بخش سہسرامی! ایک مختصر تعارف
- فرائض ذمہ باقی رہتے ہوئے نوافل کی ادائیگی کا حکم
- جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خرافات محرمات
- نہ ہوتا در محمد کا تو دیوانے کہاں جاتے
- بریلی شریف کی مرکزیت! اکابر کا متفقہ فیصلہ
- استقامت فی الدین

فرمان تاج الشریعہ

فتاوی حدیثیہ وغیرہ میں اس کا ذکر ہے کہ جب حضور غوث اعظم طالب علم تھے تو آپ کو یہ بشارت ملی تھی۔ وہ اس طرح کہ آپ کے زمانے میں ایک ولی تھے وہ بھی "غوث" کہلاتے تھے تو جب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ زیارت کا قصد فرمایا، اس وقت آپ کے ساتھ ایک ابن السقا تھا اور ایک علامہ ابو سعید عبد اللہ بن عصرون امام الشافعیہ، شافعیہ مذہب کے بڑے امام بھی تھے، ابن السقا بولا کہ میں ان سے ایسا سوال کروں گا کہ جواب نہیں دے پائیں گے اور علامہ ابو سعید بن عصرون نے کہا کہ میں ان سے سوال کروں گا اور انتظار کروں گا کہ کیا جواب دیتے ہیں اور غوث اعظم نے کہا: معاذ اللہ! میں کچھ سوال نہیں کروں گا، صرف ان کے چہرے کی زیارت کروں گا اور ان کے چہرے کی برکتیں لوں گا...

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

فرمان تاج الشریعہ

فتاویٰ حدیثیہ وغیرہ میں اس کا ذکر ہے کہ جب حضور غوث اعظم طالب علم تھے تو آپ کو یہ بشارت ملی تھی، وہ اس طرح کہ آپ کے زمانے میں ایک ولی تھے وہ بھی ''غوث'' کہلاتے تھے تو جب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ زیارت کا قصد فرمایا، اس وقت آپ کے ساتھ ایک ابن السقا تھا اور ایک علامہ ابوسعید عبداللہ بن عصرون امام الشافعیہ، شافعیہ مذہب کے بڑے امام بھی تھے، ابن السقا بولا کہ میں ان سے ایسا سوال کروں گا کہ جواب نہیں دے پائیں گے اور علامہ ابوسعید بن عصرون نے کہا کہ میں ان سے سوال کروں گا اور انتظار کروں گا کہ کیا جواب دیتے ہیں اور غوث اعظم نے کہا: معاذ اللہ! میں کچھ سوال نہیں کروں گا، صرف ان کے چہرے کی زیارت کروں گا اور ان کے چہرے کی برکتیں لوں گا، جب یہ تینوں طالب علم پہنچے تو اس جگہ پر غوث نظر نہ آئے، کیوں کہ ان کی کرامت یہ تھی کہ ایک جگہ پر بیٹھے بیٹھے کبھی دکھتے اور کبھی نظروں سے غائب ہو جاتے پھر آن کی آن میں وہیں غوث نظر آئے اور ان کے چہرے پر جلال تھا۔

آپ نے ابن السقا سے کہا: تو ایسا سوال پوچھنا چاہتا ہے جس کا جواب میرے پاس نہ ہو؟ تو سن! تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اور آگے فرمایا ''إني لأرى نار الكفر تلتهب فيك۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کفر کی آگ تیرے چہرے میں بھڑک رہی ہے'' اور اس کے بعد سعید ابن عصرون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم سوال کرنا چاہتے ہو اور انتظار ہے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں؟ تو سن! تمہارا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اور آگے فرمایا ''دنیا تمہارے کانوں کی جڑ تک جائے گی۔'' مطلب یہ ہے کہ مال تمہیں بہت ملے گا لیکن کوئی نمایاں فضیلت تم کو حاصل نہ ہوگی اور حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ''أرضيت الله ورسوله بحسن أدبك۔ اے عبدالقادر! تو نے اپنی اچھی عادت اور حسن ادب کے ذریعہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کر لیا'' اور فرمایا "میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد کے تخت ولایت پر بیٹھ کر کہہ رہا ہے: قدمي هذه على رقبة كل ولي الله۔ یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" تو اس زمانے میں جتنے اولیا تھے، خواہ وہ مجلس میں حاضر ہوں کہ نہ ہوں ان سب لوگوں نے یہ خطاب سنا اور اپنی گردنیں جھکائیں۔

تفویدالخاطر میں ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین نے کہا: میری گردن پر، آنکھ پر اور سر پر بھی آپ کا قدم ہے، تو آپ کو ہندوستان میں غوث اعظم کی نیابت نصیب ہوئی، یہ تو زندوں کا واقعہ ہے جو لوگ دنیا سے چلے گئے تھے ان سب لوگوں نے گردنیں جھکائیں، ایک ولی جو اصبہان میں تھے، انھوں نے کہا: میری گردن پر نہیں ہے، غوث پاک حالت کو بھی جان لیا کرتے تھے تو اس وقت آپ نے فرمایا: اس کی گردن پر سؤر کا پیر (یہ واقعہ تفویدالخاطر میں موجود ہے) تو پھر ان کا یہ حال ہوا کہ وہ ایک سؤر چراتے تھے اور اس کا ایک بچہ چل نہیں سکتا تھا تو اس کو اپنی گردن پر لے کر چلتے تھے، ان کے ایک مرید نے غوث پاک سے آ کر معافی مانگی تو آپ نے ان کو معاف کیا پھر ان کی ولایت لوٹ آئی۔

اور پہلے غوث نے جو ابن السقا کے متعلق پیشین گوئی کی تھی، اس کے ساتھ ایسا ہوا کہ وہ بہت بڑا عالم ہوا اور عیسائیوں سے مناظرہ کیا لیکن آخری وقت وہ ایک بیماری میں مبتلا ہوا تو اس کو لوگوں نے دور دراز مقام پر ڈال دیا، ایک آدمی اس سے ملا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ تو ابن السقا نے کہا: شیخ کی بددعا ہے تو اس نے کہا کہ تمھیں بقیہ ص ۴ر پر فہرست کے نیچے

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسرِ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارثِ علوم اعلیٰ حضرت عکسِ حجۃ الاسلام ثانی
مفتیٔ اعظم نور دیدہ مفسرِ اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرہ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مرکز اہل سنت و جماعت عالمیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ بریلی شریف

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

شمارہ نمبر ۱۰
Issue No. 10
Vol. 8 جلد نمبر ۸

۱۴۴۵ھ
ربیع الآخر
اکتوبر ۲۰۲۳ء

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰/ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/ سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	تعلیمات غوث اعظم عصر حاضر کے تناظر میں	ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن	۵
اسلاف واخلاف	سیرت غوث اعظم اور ہمارا معاشرہ	محمد تحسین رضا نوری	۱۰
☜	غوث اعظم کے چند انقلاب آفریں ارشادات	غلام مصطفیٰ رضوی	۱۳
☜	سرکار غوث اعظم! حیات وخدمات	حافظ افتخار احمد قادری	۱۶
☜	حافظ الحدیث علامہ حکیم قادر بخش سہسرامی! ایک مختصر تعارف	مولانا طفیل احمد مصباحی	۴۳
اصلاحات	جلوس عید میلاد النبی ﷺ اور خرافات محرمات	مولانا محمد سبطین رضا مرتضوی	۲۱
☜	فرائض ذمہ باقی رہتے ہوئے نوافل کی ادائیگی کا حکم	مولانا خلیل احمد فیضانی	۲۳
☜	عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ	مولانا عبد اللطیف نعیمی	۲۵
احوال وطن	بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر	مولانا محمد زاہد علی مرکزی	۲۸
احوال قوم وملت	استقامت فی الدین	سید خادم رسول عینی	۳۶
اسلامیات	نہ ہوتا در محمد کا تو دیوانے کہاں جاتے	صدام حسین پرواز	۳۸
نقد ونظر	خیمۂ اہل بیت میں پانی نہ ہونے کے دعوے پر امام اہل سنت	مفتی جمیل احمد قادری	۴۰
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح بریلوی قادری	۴۴
نوخیز قلم	بریلی شریف کی مرکزیت! اکابر کا متفقہ فیصلہ	محمد نعیم اکرم مرکزی	۴۹
منظومات	پس پردہ بھی قائم ہے حکومت غوث اعظم کی	پھول محمد نعمت قادری	۵۴
☜	بگڑے کاموں کو بناؤ مرے غوث اعظم	صوفی عالم رضا نوری	۵۴
خیر وخبر	ایک اہم اعلان	سید ابوبکر مصطفیٰ قادری	۵۴

بقیہ فرمان تاج الشریعہ کوئی آیت یاد ہے تو پڑھو تو ابن السقا نے کہا: صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے "ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔ کافروں کو تمنا ہے کہ کاش اسلام لے آتے" اور اس کا ایسی حالت میں انتقال ہوا کہ اس کا رخ مشرق کی طرف تھا اور علامہ ابو سعید ابن عصرون کو نور الدین صالح زنگی نے (جو اس زمانے کے سلطان اسلام تھے) ان کو بلایا اور شام کے اوقاف کی ولایت ان کے سپرد کر دی تو واقعی دنیا ان کے کانوں کی لَو تک ہو گئی، تو اس حکایت کو لکھ کر علامہ ابن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں کہ اس حکایت میں لوگوں کے لیے تنبیہ عظیم ہے کہ اولیا کے ساتھ حسن ادب برتیں تا کہ وہ انجام نہ ہو جو ابن السقا کا ہوا۔ [تاج الشریعہ کی علمی مجالس، ص ۲۹۵ – ۲۹۷]

مہمان اداریہ

از: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن*

تعلیماتِ غوثِ اعظم! عصر حاضر کے تناظر میں

حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو" غوثیت کبریٰ" جیسے بلند مقام ومرتبہ اور شان وعظمت سے نوازا ہے، آپ اجل ساداتِ کرام سے ہیں، والد ماجد حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست کی طرف سے حسنی اور والدہ محترمہ کی طرف سے حسینی سیّد ہیں، آپ 470 یا 471ھ میں، رمضان شریف کے مبارک مہینے میں بغداد شریف کے قریب دریائے دجلہ کے کنارے، ایک قصبہ" جیلان" میں پیدا ہوئے۔(۱)

زُہد وتقوی اور علم وعمل میں بعطائے الٰہی آپ کو کمال حاصل تھا، کئی عشروں تک درس وتدریس کے ذریعے تشنگانِ علم کی سیرابی کا ساماں کرتے رہے، چالیس 40 سال تک مسلسل وعظ ونصیحت کے ذریعے مخلوقِ خدا کی رَہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیا(۲) آپ کی تبلیغ اور دعوتِ فکر سے متأثر ہو کر پانچ سو 500 سے زائد یہود ونصاریٰ نے دینِ اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکو، چور، فُسّاق وفجّار، فسادی اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔"(۳)

ظاہری وباطنی علوم میں مہارت کے اعتبار سے سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی کا کوئی ثانی نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے علما وصالحین اور علم دین کے متلاشی طلبا، آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے، امام موفق الدّین بن قُدامہ فرماتے ہیں:

"ہم ۵۶۱ ہجری میں بغداد شریف گئے تو دیکھا کہ شیخ سیّد عبد القادر جیلانی اُن لوگوں میں سے ہیں، جنہیں وہاں پر علم وعمل اور حال (رُوحانیت) وفتویٰ نویسی کی بادشاہت دی گئی ہے، کوئی طالبِ علم یہاں کے علاوہ کسی اَور جگہ کا ارادہ اس لیے نہیں کرتا؛ کہ آپ میں تمام علوم جمع ہیں اور جو آپ سے علم حاصل کرتے، آپ ان تمام طلبہ کے پڑھانے میں صبر فرماتے، آپ کا سینہ فراخ تھا، آپ سَیر چشم تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ میں اَوصافِ جمیلہ اور اَحوالِ عزیزہ جمع فرما دیے تھے۔"(۴)

سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی کا وصال شریف ۹ ربیع الآخر ۵۶۱ ہجری میں ہوا، بوقت انتقال آپ کی عمر شریف تقریباً نوّے ۹۰ برس تھی(۵) آپ کا مزار شریف بغداد میں واقع ہے، جو زیارت گاہِ ہر خاص وعام ہے۔

تعلیماتِ سیّدنا غوثِ اعظم کی اہمیت وضرورت

اَخلاقی اَقدار کے اعتبار سے ہمارا مُعاشرہ آج جتنی پستی اور زبوں حالی کا شکار ہے، ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی، بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اَخلاقیات کا جنازہ نکل چکا ہے تو شاید بے جا نہ ہوگا، آج باہمی پیار محبت، اِیثار واِخلاص کی جگہ، نفرت وکُدورت، خود غرضی ومفاد پرستی اور لالچ وحرص جیسی مُعاشرتی برائیاں ہمارے اندر عام ہو چکی ہیں، کوئی کسی کے لیے قربانی دینے یا احساس کرنے کے لیے تیار نہیں، حبِ دنیا اور حبِ جاہ کا فتور ہمارے دماغوں میں سما چکا ہے، اپنا مفاد دیکھے بغیر کوئی کسی کی مدد کو تیار نہیں، رِضائے الٰہی کے حصول کا جذبہ اب ثانوی حیثیت اختیار کر چکا ہے، ہر طرف مادّہ پرستی کا دَور دَورہ ہے۔

ایسے دِگرگوں حالات میں حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کی اَخلاقی، رُوحانی اور مذہبی تعلیمات بڑی اہمیت کی حامل ہیں، جس طرح آپ نے اپنے وعظ ونصیحت اور تعلیمات سے شہر بغداد میں ٹوٹ پھوٹ کے شکار اور اَخلاقی اَقدار سے محروم مُعاشرے کو صراطِ مستقیم پر چلایا، مُعاشرتی بگاڑ ختم کیا اور دین وملّت کا اِحیا کیا، بالکل اسی طرح آج بھی اگر ہم تعلیماتِ غوثِ اعظم پر عمل پیرا ہو جائیں اور

انہیں اپنے لیے مشعل راہ بنالیں، تو عالم اسلام اپنی تمام محرومیوں سے نجات حاصل کرسکتا ہے اور عصر حاضر میں کفّار ومشرکین کی دینِ اسلام کے خلاف تمام سازشوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری نوجوان نسل دینی درسگاہوں اور ایسی خانقاہوں سے اپنے تعلق کو مضبوط کرلے، علما وصالحین اور اولیائے کاملین کی صحبت اختیار کرے، حضور سیّدنا غوثِ اعظم کی سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کرے اور ان کی تعلیمات کے مطابق اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی کوشش کرے، فرائض وواجبات کی پابندی کرے، اتباعِ شریعت کرے، ہر کام میں اللہ ورسول کی رضا کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھے، اپنے دل میں اِیثار واِخلاص اور قربانی کے جذبات پروان چڑھائے اور خودغرضی، مفاد پرستی اور لالچ وحرص سے نجات حاصل کرے۔

تعلیماتِ غوثِ اعظم سے رُوگردانی کا نقصان

نہایت بدقسمتی سے کہنا پڑتا ہے، کہ آج ہماری اکثریت سیّدنا غوثِ اعظم کے بارے میں "گیارہویں والے پیر" سے زیادہ کچھ نہیں جانتی، وہ ہر ماہ گیارہویں شریف کا ختم دلا کر یہ سمجھتے ہیں کہ حقِ عقیدت ادا ہوگیا، انہوں نے کبھی اس بات کی زحمت گوارہ نہیں کی کہ کبھی حضور غوثِ پاک کی سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کریں، ان کی دینی خدمات کے بارے میں جانیں اور ان کی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرکے ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

ہمارے لوگ اپنے آستانوں پر "سیّدنا غوثِ اعظم" کا اسمِ گرامی تو بڑے شوق اور عقیدت سے لکھواتے ہیں، بعض اپنی مساجد ومدارس کے نام بھی سیّدنا غوثِ اعظم کی نسبت سے "جامع مسجد غوثیہ" یا "دار العلوم غوثیہ" وغیرہ رکھتے ہیں، یہ ایک اچھی بات ہے، لیکن قابلِ اعتراض پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے مریدوں اور شاگردوں کو سیّدنا غوثِ اعظم کی تعلیمات سے آگاہ کیوں نہیں کرتے؟ اپنی مساجد ومدارس میں ان کی کتب سے درسِ تصوّف کیوں نہیں دیتے؟ سیّدنا غوثِ اعظم کی کوئی کتاب شاملِ نصاب کرکے ان کی رُوحانی واَخلاقی تربیت کا اہتمام کیوں نہیں کرتے؟ ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارا یہ فعل حضرت سے عقیدت کے مُنافی نہیں؟ کیا ہم واقعی سیّدنا غوثِ اعظم کے ماننے والے ہیں؟ ہم شیخ عبد القادر جیلانی کے کیسے پیروکار یا مرید ہیں جو اپنے "بڑے پیر صاحب" کے ارشادات وتعلیمات سے ہی آگاہ نہیں۔

سیّدنا غوثِ اعظم کی تعلیمات سے عدمِ اِلتفات اور رُوگردانی کا نتیجہ ونقصان یہ ہے، کہ آج فاسق وفاجر لوگوں نے "تصوّف وطریقت" کو بطورِ دھندہ اپنا لیا ہے، گلی گلی آستانے کھل چکے ہیں، ان جعلی پیروں کو نماز روزہ سے کوئی سروکار نہیں، چہرے سے سنّت رسول بھی غائب ہے "نعرۂ حیدری" اور "نعرۂ غوثیہ" کی آڑ میں اپنی دکان چمکائے بیٹھے ہیں، مرد وزَن کا اختلاط عام ہے، غیر شرعی اُمور کا سرعام ارتکاب کیا جارہا ہے، لیکن کوئی روکنے ٹوکنے اور پوچھنے والا نہیں۔

یقین جانیے! اگر ہم نے حضور غوثِ اعظم کی تعلیمات کو عام کیا ہوتا، تو ایسے لوگوں کو آج عوام خود ہی مسترد کردیتی، ان کی دکان کھلنے سے پہلے ہی بند ہوجاتی! لیکن صد افسوس کہ ہم لوگوں نے اپنی ساری توجہ "گیارہویں شریف کا ختم" دلانے اور "لنگر غوثیہ" کھانے کھلانے پر مبذول رکھی، جبکہ تعلیماتِ غوثِ اعظم کو یکسر فراموش کر بیٹھے اور اس کوتاہی کے باعث ہونے والا نقصان آج ساری امت بھگت رہی ہے۔ دو 2 نمبر قسم کے جعلی پیر کس طرح غیر محرم عورتوں کو گلے سے لگاتے، بوس وکنار کرتے، ناچتے نچاتے اور گاتے ہیں، اس طرح کی ویڈیوز (Videos) آئے روز ٹی وی چینلز (TV Channels) اور سوشل میڈیا (Social Media) کی زینت بنتی رہتی ہیں، اب یہ ہمارے علمائے دین کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو اپنی تقریر اور وعظ ونصیحت کے ذریعے ان جعلی پیروں، فقیروں اور چرسیوں، ملنگوں سے نجات دلائیں اور حضور شیخ عبد القادر جیلانی کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔

تعلیماتِ سیّدنا غوثِ اعظم کی عصری جہات

غوثِ صمدانی، قطب ربّانی شیخ عبدالقادر جیلانی کو اس دنیا سے پردہ فرمائے تقریباً پونے نو سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے، لیکن اس کے باوجود آپ کی رُوحانی، اَخلاقی اور مذہبی تعلیمات کی اہمیت اس نفسانفسی اور مادّہ پرستی کے دَور میں آج بھی جُوں کی توں برقرار ہے، عصری جہات اور اپنی اہمیت و اِفادیت کے اعتبار سے سیّدنا غوثِ اعظم کی چند تعلیمات حسبِ ذیل ہیں:

حصولِ علم دین کے بغیر خلوت نشینی کی ممانعت

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ پیری فقیری کو بطورِ دھندہ اپنانے والے نااہل لوگوں کی تعداد، روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے، جسے کوئی کام دھندہ نہیں ملتا وہ عورتوں کی طرح لمبے لمبے بال رکھ کر اور گلے میں تسبیح ڈال کر، ایک دو 2 چلّے کاٹتے ہیں اور پھر جعلی پیر بن کر عوام کو بے وقوف بناتے رہتے ہیں، یہ انتہائی مذموم امر ہے، لہٰذا برائے مہربانی صرف اہلِ علم اور باعمل لوگوں کا دامن تھامیں اور فُسّاق وفُجّار سے بچ کر رہیں، یاد رکھیے! جو شخص اعلانیہ گناہ کرتا ہو، یا علم دین سے نابلد ہو، وہ پیر بننے کا ہرگز اہل نہیں، جو شخص راہِ تصوّف کا مسافر بننا چاہتا ہے اور اس کی پیچیدہ گتھیوں کو سلجھانا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ سب سے پہلے علم دین حاصل کرے، اَحکامِ شریعت کو اپنی ذات پر نافذ کرے، پھر اس کے بعد اس پُرخار راہ پر اپنے سفر کا آغاز کرے۔

عصر حاضر میں حصولِ علم دین کے بغیر شارٹ کٹ (Short Cut) طریقے سے پیر بننے، اور ایک دو 2 چلّے کاٹ کر ولایت کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے شیخ عبدالقادر جیلانی نے صدیوں پہلے ارشاد فرمایا کہ" (پہلے) فقہ سیکھو، اس کے بعد خلوت نشیں ہو! جو بغیر علم کے اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ جتنا سنوارے گا، اس سے زیادہ بگاڑے گا، لہٰذا اپنے ساتھ شریعت کی شمع لے لو" (۶) حضور غوثِ اعظم کا یہ فرمان عصری جہت اور اِفادیت کے اعتبار سے، آج بھی اسی طرح اہمیت کا حامل ہے جیسے صدیوں پہلے تھا۔

اتباعِ شریعت کی تاکید

آج کل کے دو 2 نمبر پیروں اور جاہل مریدوں نے خواہشاتِ نفس کی تکمیل کا نام دین سمجھ لیا ہے، جہاں ایک طرف جعلی اور ماڈرن پیر، نوجوان مریدنیوں کو بغل میں لے کر ڈانس کرتے، سوئمنگ پول (Swimming Pool) میں نہاتے اور موسیقی کی محافل سجا کر اپنے مریدوں کے لیے انٹرٹینمنٹ (Entertainment) کا ساماں کرتے ہیں، وہیں دوسری طرف جاہل مرید بھی ایسے پیروں کی تلاش میں سرگرداں دکھائی دیتے ہیں، جو نماز روزہ کے مُعاملے میں زیادہ سختی نہ برتیں اور چہرے پر داڑھی سجانے کو نہ کہیں۔

ایسوں کو شریعت مطہرہ کے اَحکام اور اس کی حدود کی پاسداری سے متعلق، حضور غوثِ اعظم نے جو تنبیہ فرمائی، وہ آج بھی اسی طرح قابلِ عمل اور عصری تقاضوں کے عین مُطابق ہے، شیخ عبدالقادر جیلانی نے ارشاد فرمایا کہ" شریعت پاکیزہ محمدی ﷺ درخت دینِ اسلام کا پھل ہے، شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں، شریعت کی پیروی دونوں جہاں کی سعادت بخشتی ہے، خبردار! اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا، خبردار! اہلِ شریعت کی جماعت سے جدا نہ ہونا۔ (۷)

سنن و مستحبات پر فرائض و واجبات کو ترجیح

آج کل ہم لوگ فرائض و واجبات میں غفلت و سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں، جبکہ سنن و نوافل اور مستحبات کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں، بارہا دیکھنے میں آیا کہ اگر کہیں محفلِ نعت، دینی جلسہ، پروگرام یا کسی ریلی وغیرہ کا انعقاد ہو رہا ہو، تو اس کے منتظمین یا شرکا اس کے انتظام و انصرام اور شرکت کے لیے اس قدر پُرجوش ہوتے ہیں، کہ نماز تک کو بھول جاتے ہیں، یہ انتہائی مذموم اَمر ہے، ایسا کرنے کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں۔

سرکارِ بغداد حضور غوثِ پاک زندگی بھر اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو فرائض و واجبات کی پابندی اور انہیں ہر عمل پر ترجیح دینے کا

درس دیتے رہے، عصری جہت کے اعتبار سے آپ کی ایسی تعلیمات اب پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت اختیار کر چکی ہیں، محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی نے ارشاد فرمایا کہ" مؤمن کو چاہیے کہ سب سے پہلے فرائض ادا کرے اور ان سے فراغت کے بعد سنتوں پر توجہ دے، پھر نوافل اور فضائل میں مصروف ہو، فرائض کی تکمیل کے بغیر سنتوں میں مشغول ہونا حماقت و نادانی ہے، اگر کوئی شخص ادائے فرض کے بجائے سُنن و نوافل میں مشغول ہوا، تو وہ ہرگز قبول نہ کیے جائیں گے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جسے بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہو اور بادشاہ کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے۔(۸)

خواہشاتِ نفس کی مخالفت

عصر حاضر میں پنپنے والی مُعاشرتی برائیوں میں سے ایک برائی یہ بھی ہے، کہ لوگ ایک دوسرے کے دینی مقام و منصب کا لحاظ کیے بغیر، معمولی سی بات پر باہم جانی دشمن بن جاتے ہیں، اپنی نفسانی خوشی کی خاطر زندگی بھر اپنے مخالف کو نیچا دکھانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، ہمارے قبائلی علاقوں میں ایسی دشمنیاں خاندانوں کے خاندان نگل گئیں، لیکن نفس کی تسکین کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، ہمیں چاہیے کہ عفو و درگذر سے کام لیں، حد سے نہ گزریں اور شرعی اَحکام کو ملحوظِ خاطر رکھیں، کسی کا کتنا ہی بڑا جرم کیوں نہ ہو، اُسے شریعت کی کسوٹی پر رکھ کر فیصلہ کریں اور نفس کے غلام ہرگز نہ بنیں۔

حضور غوث الثقلین خواہشاتِ نفس کی مخالفت کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ" جب تُو اپنے دل میں کسی کی دشمنی یا محبت پائے، تو اس کے کاموں کو قرآن و سنّت پر پیش کر، اگر ان میں پسندیدہ ہوں تو اس سے محبت رکھ اور اگر ناپسند ہوں تو کراہت کر؛ تا کہ اپنی خواہش سے نہ کوئی دوست رکھے نہ دشمن، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ-(۹) خواہش کے پیچھے نہ جانا؛ کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔"(۱۰)

غرور و تکبر اور خود ستائشی سے پرہیز کی تلقین

موجودہ دَور میں غرور و تکبر اور خود ستائشی کا مرض بہت عام ہے، مال و دَولت اور منصب کے اعتبار سے جو تاجر، سیاستدان، عالمِ دین، وکیل، یا صحافی اور پیر وغیرہ چند دنیاوی کامیابیاں سمیٹ لیتا ہے، وہ پھولے نہیں سماتا، وہ خیال کرتا ہے کہ یہ سب کچھ اس نے اپنی سوجھ بوجھ اور طاقت کے بل بوتے پر حاصل کیا ہے، اگر وہ فلاح و بہبود پر مشتمل کوئی نیک کام کر لے، یا کسی فورم (Forum) پر اسے لیکچر (Lecture) و تقریر کے لیے مدعو کر لیا جائے، تو اُس کے غرور و تکبّر کی کوئی انتہا نہیں رہتی، اپنے منہ سے اپنی ہی تعریفوں کے وہ پُل باندھتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔

شہنشاہِ بغداد نے ایسوں کو غرور و تکبّر اور خود ستائشی سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ" جب تم تمام اشیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانو اور سمجھو کہ نیک کام کرنے کی توفیق وہی دیتا ہے اور نفس کا اس سے کچھ بھی لگاؤ نہ رکھو، تو تم اس عُجب و غرور سے بچ جاؤ گے۔"(۱۱)

اپنی غربت و اِفلاس کا کسی پر اظہار نہ کرو

یہ دنیا آزمائش گاہ ہے، اللہ رب العالمین کی طرف سے آزمائش کے مختلف طریقے ہیں، کسی کو زیادہ مال و دَولت دے کر آزمایا جا رہا ہے، تو کسی کو بھوک، غربت اور تنگی و اِفلاس کے ذریعے اللہ کے نیک بندے ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہتے اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں، لیکن بعضوں کو دیکھا گیا ہے کہ معمولی سی مشکل آنے پر دوہائیاں دینا شروع کر دیتے ہیں، صبر کا مظاہرہ کرنے کے بجائے دوسروں کے سامنے اپنے گھریلو حالات کا رونا لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور ان سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کی مدد کریں، ایسا کرنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں، ایسوں کے لیے حضور پیرانِ پیر روشن ضمیر کا یہ فرمان کہ" فقر کو چھپانا زیادہ لائق و مستحسن ہے"(۱۲) کسی بہت بڑے خزانے سے کم نہیں ہے۔

صدق اور قربِ الٰہی کا حصول

بحیثیت مسلمان ہم میں سے ہر شخص کی خواہش ہے، کہ اللہ رب العزت ہم سے راضی ہو جائے، ہمیں اس کا قُرب نصیب ہو جائے، ہم اس کے فرمانبردار بندے بن جائیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ ہم جھوٹ، چغلی، حسد، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت، ناپ تول میں کمی جیسی مُعاشرتی برائیوں اور گناہوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، اگر ہم واقعۃً اپنے رب کو راضی کرنا چاہتے ہیں، تو ان تمام برائیوں اور گناہوں سے نَجات حاصل کر کے، ہمیں ایک اچھا اور باعمل مسلمان بننا ہوگا، حضور غوثِ اعظم قربِ الٰہی کے حصول کا طریقہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "سچائی اور راست بازی اختیار کرو، اگر یہ دونوں صفتیں نہ ہوتیں، تو کسی شخص کو بھی قربِ الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔" (۱۳)

مولیٰ تعالیٰ ہمیں سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی کی سیرتِ طیّبہ کا مطالعہ کرنے اور ان کی تعلیمات پر عمل کی توفیق مرحمت فرما، ان کے فیض روحانی سے ہمیں کامل حصہ عطا فرما، اپنی محبت و اطاعت اور ولایت عنایت فرما، بزرگانِ دین کی تعلیمات کی روشنی میں ایک اچھا مسلمان بننے کا جذبہ عطا فرما، الٰہی! ہمارے ظاہر و باطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیب کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالم ﷺ اور صحابۂ کرام کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ أجمعین وبارک وسلّم والحمد للہ ربّ العالمین۔

حوالہ جات: (۱) "بہجۃ الأسرار" ذکر نسبہ وصفتہ، ص171 (۲) المرجع نفسہ، ذکر وعظہ، ص183–184 (۳) المرجع السابق، ص184 (۴) "بہجۃ الأسرار" ذکر علمہ وتسمیۃ بعض شیوخہ، ص225–226 (۵) "ذیل طبقات الحنابلۃ" إسماعیل بن أبی طاہر بن الزبیر الجیلی، 2/206 (۶) "بہجۃ الأسرار" ذکر فصول من کلامہ مرصّعاً بشیء ... إلخ، ص106 (۷) المرجع نفسہ، ص99 (۸) "فتوح الغیب" المقالۃ48 فیما ینبغی للمؤمن أن یشتغل بہ، ص113 (۹) پ23، ص25 (۱۰) "الطبقات الکبری" ومنہم أبو صالح سیّدی ... إلخ، الجزء1، ص131 (۱۱) "قلائد الجواہر" ص29 (۱۲) المرجع نفسہ، ص57 (۱۳) المرجع السابق، ص61۔

ص ۱۱ رکا بقیہ.....

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فتح عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرکار غوث اعظم کا علمی اور روحانی فیضان نصیب فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

◆◆◆

ص ۲۲ رکا بقیہ.....

نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خلاف ورزی ہو، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ثواب عذاب میں بدل جائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے مستفیض کرے، آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

◆◆◆

ص ۲۷ رکا بقیہ.....

جہالت اور تشبہ ہنود ہے اس سے بچنا لازم ہے اس سے توبہ کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں، ان کی فاتحہ کے لیے تالاب یا ندی کے کنارے نہ جائیں بلکہ گھر ہی پر فاتحہ دلائیں۔"

(فتاویٰ فقیہ ملت، ج۱: ص۲۹۲: فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال 14 : کیا آنکھ پھڑکنے سے کوئی نقصان ہوتا ہے؟

جواب: عوام الناس میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب مرد کی بائیں آنکھ پھڑکتی ہے تو کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے، ایسے ہی جب عورت کی دائیں آنکھ پھڑکتی ہے تب بھی کہتے ہیں کہ مصیبت آتی ہے، اس کے برعکس ہو تو کہتے ہیں کہ خوشی ملتی ہے، یہ محض لغو خیال ہے، شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں، قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، فتاویٰ بحر العلوم میں ہے:

"بدفالی جائز نہیں جیسے آنکھ پھڑکنے کو برا شگون مانتے ہیں اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے۔"

(فتاویٰ بحر العلوم، ج٤، ص١٤٥ : ، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

واللہ تعالیٰ اعلم

◆◆◆

(از: محمد تحسین رضا نوری*

سیرتِ غوث اعظم اور ہمارا معاشرہ

اسلامیات

امام الائمہ، ملجا الامہ، فرد الفرید، غوث المجید، ولی الاولیاء، امام الاصفیاء، قطب الربانی، غوث الصمدانی، سیدنا و مولانا ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کی ذات عالی صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں، صرف انسان ہی نہیں بلکہ دیگر مخلوقات بھی منجانب اللہ عطا کردہ آپ کی عظمت و رفعت، شان وشوکت، جاہ وجلال کے آگے اپنی پیشانیاں عقیدت واحترام کی دہلیز پر جھکا دیتی ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت کا ایسا چراغ روشن کیا کہ آپ کا نام نامی، اسم گرامی سن کر محبین ومعتقدین کے دل فرحت وانبساط سے جھومنے لگتے ہیں، اُمیدوں کی قندیلیں روشن ہو جاتی ہیں، ٹوٹے ہوئے دلوں کے آبگینے جڑ جاتے ہیں، مایوس دلوں کی دنیا آباد ہو جاتی ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے لیے مشعل راہ ہے، آپ علوم شریعت کے ساتھ ساتھ علوم معرفت کے بھی امام ہیں، آپ کی زندگی عبادت وریاضت، ذکر وفکر، تقریر وخطابت، تصنیف و تالیف، فتویٰ نویسی اور خدمت خلق میں گزری، لیکن افسوس آج ہم سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف آپ کی کرامتوں سے ہی جانتے ہیں، کسی سے بھی پوچھ کے دیکھ لیجیے کہ غوث اعظم کون ہیں؟ تو جواب یہی آئے گا کہ غوث اعظم وہ ہیں جنہوں نے ڈوبی ہوئی کشتی کو نکال دیا، بے شمار مردوں کو زندہ کیا۔ (علی ھذا القیاس)

مصنّفین، مقررین، قلم کاروں کا اکثر طبقہ اپنی تصانیف، تقاریر اور مضامین میں صرف سرکار غوث اعظم کی کرامات کا ہی تذکرہ کرتے نظر آتے ہیں، ہم نے غوث اعظم کے ایک پہلو کو پکڑ کر دوسرے پہلو کو چھوڑ دیا اور آپ کی عبادت وریاضت، تقویٰ و پرہیزگاری، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، شب بیداری کو لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ ہماری قوم آپ کے تعلق سے "گیارہویں والے پیر" یا "بڑے پیر صاحب" سے زیادہ کچھ نہیں جانتی، لوگ ہر گیارہ تاریخ کو غوث اعظم کی نیاز دلا کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے سارا حق ادا کر دیا، مگر افسوس ہم نے کبھی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کرنے اور آپ کی دینی خدمات اور تعلیمات کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کی۔

آپ کے علمی کمالات

اٹھارہ سال کی عمر سے باضابطہ آپ کا تعلیمی سلسلہ شروع ہوا، تو مسلسل تیس سال سے زائد تک علم ومعرفت کے مختلف شعبوں میں تعلیم حاصل کرتے رہے اور علم کے مختلف میدانوں میں درجنوں علما ومشائخ سے علم وادب حاصل کر کے جس منزل تک پہنچے، اس کا تذکرہ آپ خود قصیدہ غوثیہ کے ایک شعر میں فرماتے ہیں:۔

درست العلم حتی صرت قطبا
ونلت الفضل من مولي الموالي

ترجمہ: میں علم حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ تحصیل علم کے صلے میں قطبیت کبریٰ کے مقام تک پہنچ گیا اور یہ علم ہی کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فاضل وکمال کے سارے دروازے مجھ پر کھول دیئے۔

سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح آسمان طریقت کے روشن آفتاب ہیں اسی طرح چرخ شریعت کے چمکتے دمکتے ماہتاب بھی ہیں، سید کبیر قطب شہیر سیدنا احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"شیخ عبد القادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر اُن کے داہنے ہاتھ میں ہے اور حقیقت کا سمندر اُن کے بائیں ہاتھ میں ہے، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں، اس ہمارے وقت میں سید عبد القادر

* مضمون نگار شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت کے متوطن ہیں۔

کا کوئی ثانی نہیں ہے۔"

(ملخص: نزہۃ الخاطر الفاتر، صفحہ 34 ربحوالہ تاریخ غوث الوری)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے علمی کمالات کے متعلق ایک روایت نقل کرتے ہیں، کہ ایک روز کسی قاری نے آپ کی مجلس شریف میں قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی، تو آپ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک معنی پھر دو اس کے بعد تین یہاں تک کہ حاضرین کے علم کے مطابق آپ نے اُس آیت کے گیارہ معانی بیان فرمادیے اور پھر دیگر وجوہات بیان فرمائیں جن کی تعداد چالیس تھی اور ہر وجہ کی تائید میں علمی دلائل بیان فرمائے اور ہر دلیل کے ساتھ سند بیان فرمائی، آپ کے علمی دلائل کی تفصیل سے سب حاضرین متعجب ہوئے۔ (اخبار الاخیار، صفحہ 11)

حافظ ابو العباس احمد بن احمد بغداری بندلجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحب بہجۃ الاسرار سے فرمایا: میں اور تمہارے والد ایک دن حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ نے ایک آیت کی تفسیر میں ایک معنی بیان فرمایا تو میں نے تمہارے والد سے کہا: یہ معنی آپ جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ نے ایک دوسرا معنی بیان فرمایا تو میں نے دوبارہ تمہارے والد سے پوچھا کہ کیا آپ اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ نے ایک اور معنی بیان فرمایا میں پھر تمہارے والد سے پوچھا: کہ آپ اس کا معنی جانتے ہیں۔

اُس کے بعد آپ نے گیارہ معانی بیان کیے اور میں ہر بار تمہارے والد سے پوچھتا تھا کہ کیا آپ اِن معانی سے واقف ہیں؟ تو وہ یہی کہتے" ہاں واقف ہوں" یہاں تک کہ آپ نے چالیس معنی بیان فرمائے کو نہایت عمدہ اور عزیز تھے، اس کا ہر معنی اُس کے قائل کی طرف منسوب کرتے اور تیرے والد کہتے تھے: میں یہ معنی نہیں جانتا، شیخ کی وسعت علم سے اُس کا تعجب بڑھ گیا، پھر آپنے فرمایا ہم قائل کو چھوڑتے ہیں اور اس کے حال کی طرف رجوع کرتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تب سخت لوگ بیقرار ہوئے، اور تمہارے والد نے تو اپنے کپڑے پھاڑ لیے۔ (بہجۃ الاسرار، صفحہ ۳۳۴-۳۳۵)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا عالم یہ تھا کہ آپ کی بارگاہ میں پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل پیش کیے جاتے اور آپ فوری طور پر اُن کو حل فرمادیا کرتے تھے، مشکل سے مشکل سوالات کے جوابات چٹکیوں میں دے دیا کرتے، بلاد عجم سے ایک سوال آیا جس کا جواب عراق عرب اور عراق عجم کے علما نہ دے سکے، سوال یہ تھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق ایسی شرط پر معلق کی کہ وہ ایسی عبادت کرے گا جس میں وہ عبادت کے وقت تنہا ہو، اگر ایسی عبادت نہ کرے تو اس نے کہا کہ: میری بیوی مجھ پر حرام ہوگئی۔

جب یہ سوال حضور غوث اعظم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ نے فوراً اُس کا جواب تحریر فرمایا کہ: وہ شخص مکہ مکرمہ جائے اور اس کے لیے خانہ کعبہ کو خالی کرا دیا جائے، اور وہ تنہا سات چکر طواف کرے، اُس وقت اُس عبادت میں کوئی دوسرا اُس کے ساتھ شریک نہ ہوگا، سوال کرنے والا جواب ملتے ہی ایک رات بھی بغداد میں نہ رہا اور اسی دن مکہ معظّمہ کے لیے روانہ ہوگیا۔

(قلائد الجواہر، صفحہ ۳۸)

امام ربانی شیخ عبدالوہاب شعرانی اور شیخ الحدیث عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ محمد بن یحییٰ حلبی رحمۃ اللہ علیہم تحریر فرماتے ہیں کہ" حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیرہ علوم میں تقریر فرمایا کرتے تھے، ایک اور جگہ علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ" حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ عالیہ میں لوگ آپ سے تفسیر، حدیث، فقہ اور علم کلام پڑھتے تھے، دوپہر سے پہلے اور بعد دونوں وقت لوگوں کو تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول اور نحو پڑھاتے تھے اور ظہر کے بعد قرأتوں کے ساتھ قرآن پڑھاتے تھے، آپ سے علم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہے، جن میں فقہا کی بہت بڑی تعداد شامل ہے اور تقریباً چار سو علمائے کرام آپ کی بارگاہ میں علم وحکمت کی باتیں سیکھنے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ (مرآۃ الجنان)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حضرت عبد

اللہ خشاب علیہ الرحمہ علم نحو پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے حضور غوث پاک کے درس کا شہرہ بھی سن رکھا تھا، ایک روز آپ حضور غوث پاک کے درس میں شریک ہوئے۔ جب آپ کو درس میں کوئی نحوی نکات نہ ملے تو دل میں خیال آیا کہ یہاں وقت برباد ہوجائے گا۔ ٹھیک اسی وقت حضور غوث اعظم آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ہماری صحبت اختیار کرلو ہم تمہیں علم نحو کے مشہور امام سیبویہ کی طرح بنا دیں گے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ خشاب نحوی نے حضور غوث اعظم کے یہاں رہنا شروع کردیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو علم نحو کے ساتھ ساتھ علوم نقلیہ و عقلیہ پر بھی مہارت حاصل ہوگئی۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر، صفحہ ۲۱۰)

آپ کو تعلیم و تربیت اور درس و تدریس کا بہت شوق تھا۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ نماز فجر سے فارغ ہوکر آپ مدرسہ تشریف لاتے اور طلبا، خدام اور دیگر حضرات کو شریعت و طریقت کی تعلیم دیتے۔ قرآن و حدیث، فقہ اور دیگر درسی کتابوں کا درس دیتے۔ شام تک درس و تدریس کا یہ سلسلہ چلتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ فتویٰ نویسی کی خدمت بھی انجام فرماتے تھے۔ ہفتہ میں عام طور سے تین دن محفل وعظ منعقد ہوتی، جن میں لوگ اتنے ذوق و شوق سے شریک ہوتے تھے کہ ہجوم کے باعث شہر سے باہر عیدگاہ میں آپ کا منبر لگایا جاتا تھا۔

آپ کا وعظ و بیان

حضور غوث اعظم ہفتہ میں تین دن خطاب فرمایا کرتے تھے، جمعہ کی صبح، منگل کی شام، اتوار کی صبح، حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ: ابتداً مجھ پر وعظ و تقریر کا ایسا غلبہ ہوتا تھا کہ خاموش رہنا میری طاقت سے باہر ہوجاتا، میری مجلس میں دو یا تین آدمی سننے والے ہوتے، مگر میں نے سلسلہ کلام جاری رکھا پھر اس قدر ہجوم بڑھا کہ جگہ تنگ پڑ گئی، پھر عیدگاہ میں خطاب شروع کیا وہ بھی ناکافی ہوئی تو شہر کے باہر کھلے میدان میں اجتماع ہونے لگا اور ایک ایک مجلس میں ستر ہزار کے قریب سامعین جمع ہونے لگے، بسا اوقات آپ کے اجتماع سے شوق، ہیبت، تصرف اور جلال کے باعث کئی کئی جنازے نکلتے۔ (ماخوذ: اخبار الاخیار، صفحہ ۳۷، ۳۸)

جب آپ کرسی خطابت پر تشریف فرما ہوتے، تو مختلف علوم و فنون میں گفتگو فرماتے اور ہیبت اتنی ہوتی کہ مجلس پر سناٹا چھا جاتا، پھر اچانک فرماتے: قال ختم ہوا اب ہم حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، یہ سنتے ہی سامعین میں ایک عظیم انقلاب رونما ہوتا، کوئی آہ بکا میں مصروف ہوتا، یا مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا ہوتا، کسی پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی تو کوئی کپڑے پھاڑ کر جنگل کی راہ لیتا، کچھ ایسے بھی ہوتے جن پر شوق اور ہیبت کا اس قدر غلبہ ہوتا کہ طائر روح قفس عنصری سے ہی پرواز کرجاتا، غرض کہ سامعین میں سے کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ (اخبار الاخیار)

آپ کے تلامذہ

آپ نے اپنی تینتیس سالہ تدریسی خدمات سے ایک لاکھ سے زائد جید علما، صوفیا، فقہا و محدثین اس اُمت میں پیدا فرمائے، مورخین بیان کرتے ہیں کہ: بیت المقدس کو عسائیوں کے پنجے سے آزاد کرانے کا سہرا سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کے سر ہے، یقیناً اُنہیں کے سر ہے اور یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ بیت المقدس کو فتح کرنے میں جن مجاہدین نے جنگ کی وہ کس کے تیار کیے ہوئے تھے، سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی فوج کے چیف ایڈوائزر شیخ موفق الدین ابن قدامہ تھے جو کہ براہ راست شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، آپ کے مرید اور خلیفہ تھے اور فوجیوں کی اکثریت غوث اعظم کے مدرسے سے فارغ التحصیل طلبہ پر مشتمل تھی، بقیہ مجاہدین حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسے جامعہ نظامیہ سے تعلق رکھتے تھے۔

علاوہ ازیں سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ خود حضور غوث اعظم کے بے پناہ معتقد اور سلسلہ قادریہ کے پشتینی غلاموں میں تھے، آپ ڈبل قادری تھے، اوّلاً یہ کہ آپ براہ راست سرکار غوث اعظم کے ایک بیٹے کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تھے، ثانیاً یہ کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کو بچپن ہی میں حضور غوث اعظم سے مرید کرادیا تھا۔ (مقام سیدنا غوث اعظم، صفحہ 38، 39)

یہ ہے فیضان قادریت جس کی برکات سے بقیہ ص ۹ پر

(از: غلام مصطفیٰ رضوی *

غوث اعظم کے چند انقلاب آفریں ارشادات

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اشاعت حق اور اصلاح وفلاح کے لیے اپنے ارشادات سے ذہن وفکر کی تربیت فرمائی، آپ کے ملفوظات و ارشادات کو موضوعاتی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ سیکڑوں موضوعات پر مشتمل ہیں اور زندگی کے ہر شعبے کا احاطہ کرتے ہیں، یہاں ہم بہ طور نمونہ چند ملفوظات ذکر کرتے ہیں جنھیں طاقِ حیات میں سجالیا جائے تو من کی دنیا میں رونق چھا جائے گی:

(۱) جو شخص آدابِ شریعت نہیں اپناتا، قیامت کے دن آگ اسے ادب سکھائے گی۔

(۲) جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا، ایک ہاتھ میں آپ کی شریعت اور دوسرے ہاتھ میں قرآن پاک نہیں تھامتا اس کی رسائی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک نہیں ہوسکتی۔

(۳) اے عالم! اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اپنے علم پر عمل کر اور لوگوں کو علم سکھا۔

(۴) صاحبِ ایمان کو چاہیے کہ پہلے فرائض ادا کرے جب ان سے فارغ ہو تو سنتیں ادا کرے پھر نوافل میں مشغول ہو۔

(۵) جو آخرت کا طلب گار ہو اسے دنیا سے بے نیاز ہو جانا چاہیے اور جو اللہ تعالیٰ کا طالب ہو اسے آخرت سے بھی بے نیاز ہو جانا چاہیے۔

(۶) تصوف میں سچا صوفی وہ ہے جو اپنے دل کو اپنے مولا کے ماسوا سے پاک کرلے۔

(۷) آج تم فقہا علما اور اولیا سے بغض رکھتے ہو جو ادب اور علم سکھاتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ تم دوا حاصل نہیں کر پاتے۔

(۸) ان لوگوں کی بات نہ سنو جو اپنے نفس کو خوش کرتے ہیں۔

(۹) جہالت تمام تر فساد کا باعث ہے۔

(۱۰) میں نے تمام اعمال کی چھان بین کی مگر ان میں کھانا کھلانے سے افضل اور حسنِ اخلاق سے زیادہ شرافت والا کوئی عمل نہ پایا۔ [شاید اسی لیے یہ فطری عمل بن گیا ہے کہ نیاز غوثیہ سارے عالمِ اسلام میں بڑے اہتمام سے کی جاتی ہے اور ہر طبقے کے مسلمان خواہ امیر ہوں یا غریب اسے کھاتے اور خوش ہوتے ہیں، کھانا کھلانا تو ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یہ عمل غوث اعظم کو پسندیدہ تھا]

(بحوالہ الفتح الربانی، فتوح الغیب، اہل سنت کی آواز مارہرہ، غوث اعظم نمبر)

آپ نے عظمتِ توحید کے ساتھ ہی عظمتِ رسالت کا نقش بھی دلوں میں بٹھایا، اتباعِ سنت اور محبت نبوی کا درس دیا، ایک مقام پر مقامِ مصطفیٰ کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں:

"ہر شخص کی بیداری اس کے حال کے مطابق ہے، کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیداری کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی کوئی آپ کی خصوصیات میں شریک ہوسکتا ہے۔" (مرجع سابق، ص ۸۹)

یہاں مجھے امام شرف الدین بوصیری کا یہ شعر یاد آرہا ہے:

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ محاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الحسْنِ فِیْہِ غَیرُ مُنْقَسِمِ

ترجمہ: آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں تو آپ کا جوہر حسن وجمال قابلِ تقسیم نہیں۔

چشمۂ بغداد سے سیرابی کرنے والوں نے بعد کے اَدوار میں بھی اصلاحِ ایمان وعمل کی تحریک جاری رکھی اور تعلیماتِ غوث اعظم کے پاکیزہ مشن کو آگے بڑھایا اور اسے ساری کائنات میں عام کیا، فکر کی تطہیر کے لیے آپ کے مواعظ وارشادات کی ضرورت آج بھی اتنی ہی ہے جتنی کے عہدِ غوثیت میں تھی۔ ◆◆◆

* مضمون نگار نوری مشن مالے گاؤں مہاراشٹرا کے رکن ہیں۔

از: حافظ افتخار احمد قادری*

سرکارِ غوثِ اعظم! حیات وخدمات

اسلاف واخلاف

قطب الاقطاب، غوث الاغواث، فرد الاحباب، قطب الاکمل الاشرف، غوث الاعظم الارفع، غوث الثقلین، غیث الکونین، عالم الربانی، غوث الصمدانی، محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ باسعادت یکم رمضان المبارک بروز جمعہ 470ھ 1075ء کو گیلان میں ہوئی۔

(سیرتِ غوث اعظم، صفحہ 24)

آپ کا اسمِ گرامی ''سید عبد القادر'' اور کنیت، ابی محمد، لقب، محی الدین'' محبوبِ سبحانی ہے، اکثر اولیائے کرام ومشائخ ذی وقار نے آپ کی ولادتِ باسعادت سے پہلے آپ کے ورود مسعود کی خبر بتائی، کچھ نے ولادتِ باسعادت کے تھوڑے ہی دنوں بعد اور اکثر نے آپ کے مشہور ہونے سے پہلے آپ کی عظمت وجلالت کی خبر دی، ان میں سے چند کے اقوال یہاں پیش کئے جاتے ہیں:

قلائد الجواھر میں شیخ محمد سبکی سے مروی ہے: میں نے اپنے شیخ طریقت حضرت ابو بکر بن ہور ارضی اللہ عنہما سے سنا: عراق کے اوتاد کی تعداد آٹھ ہیں، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں: 1 حضرتِ خواجہ معروف کرخی 2 حضرتِ امام احمد بن حنبل 3 حضرتِ خواجہ بشیر حافی 4 حضرتِ منصور بن عمار 5 حضرتِ خواجہ سر سقطی 6 حضرتِ جنید بغدادی 7 حضرتِ سہل بن عبد اللہ تستری 8 حضرتِ شیخ عبد القادر جیلانی، راوی نے سوال کیا حضرت کون عبد القادر؟ تو ارشاد فرمایا: یہ شخص شرفائے عجم سے ہوگا اور بغداد میں آ کر قیام کرے گا، اس کا ظہور پانچویں صدی ہجری میں ہوگا اور یہ صدیقین واوتاد واقطاب زمانہ سے ہوگا۔ (قلائد الجواھر)

غیظ الناظر میں ہے: حضرتِ شیخ ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسیٰ نے 464ھ میں فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ عنقریب عجم میں ایک لڑکا بڑا صاحب کرامت اور ذی شرف پیدا ہوگا، جو اس کو دیکھے گا فائدہ پائے گا، وہ فرمائے گا:

''قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔''

اور اسی کتاب میں ہے: حضرتِ شیخ عقیل سنجی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس زمانے کا قطب کون ہے؟ تو ارشاد فرمایا: اس زمانے کا قطب مدینہ منورہ میں پوشیدہ ہے، سوائے اولیاء اللہ کے کوئی اس کو نہیں جانتا، پھر عراق کی جانب اشارہ کر کے ارشاد فرمایا: اس طرف ایک عجمی نوجوان ظاہر ہوگا، وہ بغداد میں وعظ کہے گا اور اس کی کرامتوں کو ہر خاص وعام جان لے گا، وہ قطب زمانہ ہوگا اور فرمائے گا ''قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔''

زبدۃ الابرار میں ہے: ایک روز چند درویش حضرت شیخ علی بن وہب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے — تو آپ نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ عجم سے — پھر دریافت کیا کہ کس شہر سے؟ انہوں نے کہا کہ جیلان سے — تو حضرتِ شیخ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے کو روشن کرے اس شخص کے ذریعے جو اللہ کے فضل سے تم میں عنقریب ظاہر ہوگا — جس کا نام عبد القادر ہوگا — اس کے ظہور کی جگہ عراق اور مسکن بغداد ہوگا — وہ کہے گا میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے اور اس کے ہم عصر تمام اولیاء اللہ، اللہ کے حکم سے اس کے قول کو قبول کریں گے —

(مسالک السالکین، جلد اوّل، صفحہ 337)

قلائد الجواھر میں ہے: جب آپ عالم شباب میں حضرتِ تاج العارفین شیخ ابو الوفا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لاتے تو حضرتِ شیخ ابو الوفا رضی اللہ عنہ آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو

جاتے اور حاضرین سے بھی ارشاد فرماتے کہ ولی اللہ کی تعظیم کو اٹھو اور بعض اوقات دس پانچ قدم آپ کے استقبال کو بھی آگے بڑھتے، ایک بار لوگوں نے حضرتِ ابوالوفا رضی اللہ عنہ سے اس تعظیم وتکریم کی وجہ پوچھی، تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ نوجوان ایک عظیم الشان ولی ہوگا، ہر خاص و عام اس کی طرف رجوع کریں گے اور گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بغداد میں ایک مجمع عظیم میں،، قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ،، کہہ رہا ہے اور یہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہوگا اور تمام اولیاء اللہ اس کے سامنے اپنی گردنیں جھکائیں گے، یہ سب کا قطب ہوگا تو تم میں سے جو کوئی اس کا وقت پائے اس کو چاہیے کہ اس کی خدمت اپنے اوپر لازم کرے، اس کے بعد حضرت شیخ ابوالوفا رضی اللہ عنہ نے آپ سے فرمایا: اے عبدالقادر! آج وقت ہمارے ہاتھ ہے اور قریب ہے کہ یہ وقت تمہارے ہاتھ آئے گا اور یہ دستور ہے کہ ہر ایک چراغ روشن ہو کر گل ہو جاتا ہے— مگر تمہارا چراغ قیامت تک روشن رہے گا—

یہ فرما کر حضرت شیخ ابوالوفا رضی اللہ عنہ نے اپنی جانماز، تسبیح، قمیص، پیالہ اور اپنا عصا آپ کو عنایت فرمایا اور کہا: اے عبدالقادر! تمہارا وقت ایک عظیم الشان وقت ہوگا، اس وقت تم اس سفید داڑھی کو مت بھولنا، یہی کہتے کہتے روح پرفتوح حضرت شیخ ابوالوفا رضی اللہ عنہ کی عالم بقا کو پرواز کر گئی— حضرت عمر بزار کہتے ہیں: وہ تسبیح جو آپ کو حضرتِ تاج العارفین نے دی تھی جب اس کو زمین پر رکھا جاتا تو اس کا ہر ایک دانہ از خود گردش کرتا تھا— آپ کی وفات کے بعد حضرتِ شیخ علی بن ہیتی نے اسے لیا اور پیالہ کو جب کوئی لینا چاہتا تو وہ خود بخود ہاتھ میں آجاتا تھا—

غیظ الناظر میں ہے: حضرتِ شیخ نجیب سہروردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ حماد دباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا: اس عجمی کا قدم ایک وقت کل اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہوگا اور حضرتِ شیخ نجیب یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس سے زیادہ مشائخین کو ایسا ہی فرماتے سنا—

قلائد الجواہر میں ہے: جب آپ عالم شباب میں تھے تو حضرت شیخ حماد رضی اللہ عنہ نے آپ کی نسبت فرمایا: میں نے ان کے سر پر دو جھنڈے دیکھے جو زمین سے لے کر ملاء اعلیٰ تک پہنچے تھے اور افق اعلیٰ میں ان کے نام کی دھوم دھام سنی ہے—

(مسالک السالکین، جلد اوّل، صفحہ 338)

تحصیل علم

غوث الصمدانی محی الدین ابومحمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ کی جانب ابتدا ہی سے اللہ رب العزت کی رحمتیں متوجہ تھیں— پھر آپ کے مرتبہ کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ آپ نے خود ہی اپنے بچپنے کے واقعات کی اس طرح نشان دہی فرمائی ہے کہ عمر کے ابتدائی دور میں جب بھی کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی کہ لہو ولعب سے باز رہو— جسے سن کر میں رک جایا کرتا اور اپنے گرد و پیش پر جب نظر ڈالتا تو کوئی آواز دینے والا دکھائی نہ دیتا— جس کی وجہ سے مجھے دہشت سی معلوم ہوتی اور میں جلدی سے بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہ کی آغوش محبت میں چھپ جاتا— اب وہی آواز میں اپنی تنہائیوں میں سنا کرتا ہوں— اگر مجھے کبھی نیند آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آکر مجھے آگاہ کر دیتی ہے کہ تمہیں اس لیے نہیں پیدا کیا کہ تم سویا کرو—

(مسالک السالکین، جلد اوّل، صفحہ 342)

جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضرتِ سیدنا ابوصالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ نے آپ کو مکتب میں داخل کرنے کی غرض سے لے گئے— آپ استاذ کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے— استاذ نے کہا! بیٹے پڑھو،، بسم اللہ الرحمن الرحیم،، تو آپ نے بسم اللہ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ،، الم،، سے لے کر مکمل سترہ پارے از بر استاذ کو سنا دیے— استاذ نے حیرت سے دریافت کیا کہ یہ تم نے کب پڑھا اور کیسے یاد کیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میری والدہ ماجدہ سترہ پاروں کی حافظہ ہیں— جن کا وہ اکثر ورد کیا کرتی تھیں— جب میں شکم مادر میں تھا تو یہ سترہ سپارے سنتے سنتے یاد ہو گئے— گھر پر علومِ دینیہ کی تکمیل کے بعد 488ھ میں جبکہ آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال کی تھی— آپ بغداد تشریف

لائے اور اس وقت کے شیوخ، ائمہ، بزرگانِ دین اور محدثین کی خدمت کا قصد فرمایا۔

پہلے علومِ قرآنیہ کو روایت و درایت اور تجوید و قرأت کے اسرار و رموز کے ساتھ حاصل کیا اور زمانے کے بڑے محدثین اور اہل فضل و کمال و مستند علمائے کرام سے سماع حدیث فرما کر علوم کی تحصیل فرمائی — حتیٰ کہ تمام اصولی، فروعی، مذہبی اور اختلافی علوم میں علمائے بغداد ہی سے نہیں بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے علما سے سبقت لے گیے اور آپ کو تمام علما پر فوقیت حاصل ہوگئی، سب نے آپ کو اپنا مرجع بنالیا — اس کے بعد اللہ رب العزت نے آپ کو مخلوق کے سامنے ظاہر فرمایا اور آپ کی مقبولیت تامہ عوام و خواص کے قلوب میں ڈال دی اور آپ کو قطعیت کبریٰ اور ولایتِ عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا، حتیٰ کہ چار دانگ عالم کے تمام فقہا، علما، طلبا اور فقرا کی توجہ آپ کے آستانہ کی جانب ہوگئی — حکمت و دانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہوگیے اور عالم ملکوت سے عالمِ دنیا تک آپ کے کمال و جلال کا شہرہ ہوگیا —

اللہ رب العزت نے آپ کے ذریعے علاماتِ قدرت و امارات اور دلائل خصوصیت و براہین، کرامات آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح اور ظاہر کردیا — بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور تصرفات وجود کی لگامیں آپ کے قبضہ اقتدار و دست اختیار میں سپرد کیں — تمام مخلوق کے دلوں کو آپ کی عظمت و ہیبت کے سامنے سرنگوں کردیا اور اس وقت کے تمام اولیا کو آپ کے سایہ قدم اور دائرہ حکم میں دیدیا — کیونکہ آپ من جانب اللہ اسی پر مامور تھے — جیسا کہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے — (اخبار الاخیار، صفحہ 20)

آپ کو بیعت و خلافت کا شرف حضرتِ شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ عنہ سے حاصل تھا اور آپ نے اپنے شیخ طریقت کی بارگاہ میں راہ طریقت و سلوک کو حاصل کیا — نیز آپ نے آدابِ طریقت و تعلیم سلوک محمد بن مسلم الاباس قدس سرہ سے بھی حاصل کیا — ان کے علاوہ وقت کے ممتاز شیخ طریقت سے بھی آپ نے فیوض و برکات حاصل کئے —

اخلاق عظمہ

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات ''انك لعلى خلق عظيم'' کا نمونہ اور ''انك لعلى هدى مستقيم'' کا مصداق تھے، آپ اتنے عالی مرتبت، جلیل القدر، وسیع علم ہونے اور شان و شوکت کے باوجود ضعیفوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام کرنے میں پہل کرتے، طالب علم اور مہمانوں کے ساتھ کافی دیر بیٹھتے، بلکہ ان کی لغزشوں اور گستاخیوں سے درگذر فرماتے، اگر آپ کے سامنے کوئی جھوٹی قسم بھی کھاتا تو اپنے علم و کشف سے جاننے کے باوجود اس کو رسوا نہ کرتے، اپنے مہمان اور ہمنشیں سے دوسروں کو بہ نسبت انتہائی خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے، آپ کبھی نافرمانوں، سرکشوں، ظالموں اور مالداروں کے لیے کھڑے نہ ہوتے، نہ کبھی کسی وزیر و حاکم کے دروازے پر جاتے اور مشائخ وقت میں سے کوئی بھی حسنِ خلق، وسعتِ قلب، کرم نفس، مہربانی اور عہد کی نگہداشت میں آپ کی برابری نہیں کرسکتا تھا —

(اخبار الاخیار، صفحہ 21)

ایک روز آپ نے ایک فقیر کو شکستہ خاطر ایک گوشے میں بیٹھا ہوا دیکھا، دریافت فرمایا کہ کس خیال میں ہو اور کیا حال ہے؟ فقیر نے عرض کیا! میں دریا کے کنارے گیا تھا اور ملاح کو دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں تھا کہ کشتی میں بیٹھ کر دریا پار اتر جاتا، ابھی اس فقیر کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص نے تیس اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی آپ کو نذر کی، آپ نے وہ تھیلی فقیر کو دے کر فرمایا: اسے لے جا کر ملاح کو دے دو، بعض مشائخ وقت نے آپ کے اوصاف میں لکھا ہے: کہ حضرتِ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بڑے بارونق، ہنس مکھ، خندہ رو، بڑے شرمیلے، وسیع الاخلاق، نرم طبیعت، کریم الاخلاق، پاکیزہ اوصاف اور مہربان و شفیق تھے، جلیس کی عزت کرتے، مغموم کو دیکھ کر امداد فرماتے، ہم نے آپ جیسا فصیح و بلیغ کسی کو نہیں دیکھا اور بعض مشائخ کرام نے آپ کے اوصاف

کو اس طرح بیان کیا ہے: کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بکثرت رونے والے، اللہ رب العزت سے بہت زیادہ ڈرنے والے، آپ کی ہر دعا فوراً قبول ہوتی، نیک اخلاق، پاکیزہ اوصاف، بدگوئی سے بہت دور بھاگنے والے اور حق کے سب سے زیادہ قریب تھے۔

احکامِ الٰہی کی نافرمانوں کے لیے بڑے سخت گیر تھے۔ لیکن آپ اپنے لیے کبھی غصہ نہ فرماتے، کسی سائل کو اگرچہ وہ آپ کے بدن کے کپڑے ہی لے جاتے واپس نہ لیتے، توفیق الٰہی آپ کی رہنما اور تائید ایزدی آپ کی معاون تھی، علم نے آپ کو مہذب بنایا، قرب نے آپ کو مؤدب بنایا، خطاب الٰہی آپ کا مشیر اور ملاحظہ خداوندی آپ کا سفیر تھا، انسیت آپ کی ساتھی اور خندہ روئی آپ کی صفت تھی، سچائی آپ کا وظیفہ، فتوحات آپ کا سرمایہ، بردباری آپ کا فن، یاد الٰہی آپ کا وزیر، غور وفکر آپ کا مونس، مکاشفہ آپ کی غذا اور مشاہدہ آپ کی ساتھی تھی، آدابِ شریعت آپ کا مظہر اور اوصاف وحقیقت آپ کا باطن تھا۔

عبادت وریاضت

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ عبادت وریاضت کے متعلق خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ پچیس سال تک میں دنیا سے قطع تعلق کر کے عراق کے صحراؤں اور ویرانوں میں اس طرح گشت کرتا رہا کہ نہ میں کسی کو پہچانتا تھا اور نہ مجھے کوئی پہچانتا، رجال الغیب اور جنات کی میرے پاس آمد رہتی تھی۔ میں انہیں راہ حق کی ہدایت کرتا۔ چالیس سال تک میں نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی اور پندرہ سال یہ حال رہا کہ نمازِ عشا کے بعد قرآن مجید اس طرح شروع کرتا کہ ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور ایک ہاتھ سے دیوار کی میخ پکڑ لیتا۔ تمام شب اسی حالت میں رہتا حتیٰ کہ صبح کے وقت قرآن مجید مکمل کر دیتا۔ تین دن سے چالیس دن تک بسا اوقات ایسا ہوا کہ نہ تو کچھ کھانے پینے کو ملا اور نہ ہی سونے کی نوبت آئی۔ گیارہ سال تک برج بغداد میں عبادت الٰہی میں مصروف رہا۔ حتیٰ کہ اس برج میں میری اقامت اتنی طویل مدت تک رہی کہ وہ برج ہی برج عجمی کے نام سے مشہور ہو گیا اور اللہ رب العزت سے عہد کیا کہ جب تک غیب سے کھانا نہ ملے گا نہ کھاؤں گا۔

مدت دراز تک یہی کیفیت رہی لیکن میں نے اپنا عہد نہیں توڑا اور اللہ رب العزت سے جو وعدہ کیا اس کی خلاف ورزی نہ کی۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سفر میں ایک شخص نے میرے پاس آ کر کہا کہ اس شرط میں مجھے اپنی رفاقت میں لیجیے کہ صبر بھی کروں گا اور حکم کے خلاف کچھ نہ کروں گا۔ ایک دفعہ اس نے مجھے ایک جگہ بٹھایا اور وعدہ لے کر کہ جب تک میں نہ آؤں آپ یہاں سے نہ جائیں۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ میں ایک سال اس کے انتظار میں بیٹھا رہا لیکن وہ شخص نہ آیا۔ ایک سال کے بعد اس شخص نے آ کر مجھے اسی جگہ بیٹھا دیکھا، پھر وہی وعدہ کر کے چلا گیا، تین مرتبہ اسی طرح ہوا۔ آخری مرتبہ وہ اپنے ساتھ دودھ اور روٹی اور کہا کہ میں خضر ہوں اور مجھے حکم ہے کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر یہ کھانا کھاؤں۔ چنانچہ ہم نے کھانا کھایا، فارغ ہونے کے بعد حضرتِ خضر علیہ السلام نے فرمایا: اب اٹھئے سیر وسیاحت ختم کیجئے اور بغداد میں جا کر بیٹھ جائیے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ان تین سالوں میں کھانے پینے کی کیا صورت رہی؟ فرمایا: ہر چیز زمین سے پیدا ہو کر میرے سامنے موجود ہو جاتی۔ (اخبار الاخیار، صفحہ 16-15)

کشف وکرامات

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے کشف وکرامات کے متعلق حضرتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں ارشاد فرماتے ہیں: آپ سے لاتعداد کرامتیں ظاہر ہوئیں، مخلوق کے ظاہر وباطن میں تصرف کرنا، انسان اور جنات پر آپ کی حکومت، لوگوں کے راز اور پوشیدہ امور سے واقفیت، عالمِ ملکوت کے بواطن کی خبر، عالم جبروت کے حقائق کا کشف، عالمِ لاہوت کے سربستہ اسرار کا علم، مواہب غیبیہ کی عطا، باذن الٰہی حوادثِ زمانہ کا تصرف وانقلاب، باذن الٰہی مارنے اور جلانے کے ساتھ متصف ہونا، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا، مریضوں کی صحت، بیماروں کو شفا، طے زمان ومکان، زمین وآسمان پر اجرائے

حکم، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، لوگوں کے تخیل کا بدلنا، اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کر دینا، غیب کی اشیاء کا منگانا، ماضی و مستقبل کی باتوں کو بتانا اور اسی طرح کے دوسرے کرامات مسلسل اور عام و خاص کے درمیان آپ کے قصد و ارادہ سے بلکہ اظہارِ حقانیت کے طریقے پر ظاہر ہوئے — حضرتِ شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: میں نے اپنے زمانے میں شیخ عبد القادر سے زیادہ کرامات والا کوئی نہیں دیکھا — جس وقت جس کا دل چاہتا آپ کی کرامت کا مشاہدہ کر لیتا اور کرامت کبھی آپ کے بارے میں اور کبھی آپ کی وجہ سے — امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ آپ کی کرامتیں حد تواتر تک پہنچ گئی ہیں اور باتفاق سب کو اس کا علم ہے — دنیا کے کسی شیخ میں ایسی کرامتیں نہیں پائی گئیں — (اخبار الاخیار، صفحہ 21-20)

یہاں پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی چند کرامات تبرکاً پیش کر رہا ہوں قارئین ملاحظہ فرمائیں:

مردوں کو زندہ کرنا

اسرار السالکین میں ہے کہ ایک دن حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بازار تشریف لے جا رہے تھے دیکھتے ہیں کہ ایک نصرانی اور ایک مسلمان میں مباحثہ و مجادلہ ہو رہا ہے — نصرانی بہت سارے دلائل سے اپنے پیغمبر حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ثابت کر رہا تھا اور مسلمان اپنے پیغمبر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت میں بہت سے دلائل پیش کر رہا تھا — آخر میں نصرانی نے کہا: کہ میرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام،، قم باذن اللہ،، کہہ کر مردے زندہ کر دیتے تھے تم بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر نے کتنے مردے زندہ کیے ہیں؟ یہ سن کر مسلمان نے سکوت اختیار کیا، یہ سکوت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو نہایت ہی ناگوار معلوم ہوا اور نصرانی سے ارشاد فرمایا کہ میرے پیغمبر علیہ السلام کا ادنیٰ معجزہ یہ ہے کہ ان کے ادنیٰ خادم مردوں کو جلا سکتے ہیں — تو جس مردے کو کہے اسے میں ابھی زندہ کر دوں — یہ سن کر نصرانی آپ کو ایک بہت ہی پرانے قبرستان میں لے گیا — ایک بہت ہی پرانی قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ اس مردے کو زندہ کر دیجیے، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ قبر ایک قوال کی ہے اور تیرے پیغمبر،، قم باذن اللہ،، کہہ کر مردوں کو جلاتے تھے مگر میں کہتا ہوں،، قم باذنی،، یعنی اٹھ میرے حکم سے — صرف اتنا کہنا تھا کہ قبر شق ہوئی اور صاحب قبر جو قوال تھا اپنے ساز و سامان کے ساتھ قبر سے گاتا بجاتا باہر آ گیا اور کلمہ شہادت زبان سے ادا کیا — یہ دیکھ کر نصرانی بصدق دل ایمان لایا اور آپ کے خدام ذوی الاحتشام میں داخل ہو گیا — (سراج السالکین، جلد اول، صفحہ 346)

کراماتِ عجیبہ

ایک مرتبہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سید احمد رفاعی کو کہلا بھیجا،، ما العشق،، عشق کی حقیقت کیا ہے؟ سید احمد کبیر رفاعی کو یہ سنتے ہی ایک کیفیت پیدا ہوئی اور،، العشق نار یحرق ما سوا اللہ،، یعنی عشق ایک آگ ہے کہ جلا دیتی ہے سب کو جو سوائے اللہ ہے — کے نعرے لگانے لگے، سامنے ایک درخت تھا اس میں آگ لگی اور اس درخت کے ساتھ یہ جل کر راکھ ہو گئے، اس کے بعد پانی میں تبدیل ہوئے، آپ نے یہ سن کر خادم سے کہا: جلد جاؤ اور اس پانی کو اٹھا لاؤ، اب جو خادم دیکھتا ہے تو اس پانی نے پھر انسانی شکل اختیار کر لی اور سید احمد کبیر رفاعی زندہ ہو گئے، خادم سے یہ کیفیت سن کر آپ نے فرمایا: جو ولی اس مقام فنا در فنا میں پہنچتا ہے پھر اپنے قالب عنصری کی طرف رجوع نہیں کر سکتا، سوائے ان کے اور ایک اور بزرگ کے کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا — (مسالک السالکین، جلد اول، صفحہ 345)

پانی پر نمازِ باجماعت پڑھنا

ایک مرتبہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اہل بغداد کی نظروں سے غائب ہو گئے، لوگوں نے تلاش کیا، تو معلوم ہوا کہ دریائے دجلہ کی طرف تشریف لے گئے ہیں یہاں تک کہ جب لوگ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ آپ پانی پر چل رہے ہیں اور مچھلیاں پانی سے نکل نکل کر آپ کو سلام علیک کہہ رہی ہیں اور قدم مبارک چھو رہی ہیں، اسی اثنا میں ایک بڑی نفیس جائے نماز دیکھی جو تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی اور اس پر دو سطریں لکھی تھیں، پہلی سطر میں ''الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم

یحزنون'' اور دوسری سطر میں ''سلام علیکم اھل البیت انہ حمید مجید'' لکھا تھا، اتنے میں بہت سے لوگ آ کر جا نماز کے گرد جمع ہو گئے وہ ظہر کا وقت تھا تکبیر ہوئی اور آپ امام ہوئے اور نماز قائم ہوئی — جب آپ تکبیر کہتے تو حاملان عرش آپ کے ساتھ تکبیر کہتے اور جب آپ تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمان کے فرشتے آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے اور جب آپ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمانوں کی طرف جاتا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ دعا کی:

''اے پروردگار! میں تیری درگاہ میں تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کر کے دعا کرتا ہوں کہ میرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کو جو میری طرف منسوب ہوں، بغیر توبہ کے روح قبض نہ کرنا۔''

حضرتِ سہل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں: ہم نے آپ کی اس دعا پر فرشتوں کے بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا — جب دعا ختم ہوئی تو ہم نے ایک ندا سنی ''ابشر فانی قد استجبت لك'' اے عبدالقادر خوش ہو جاؤ کہ ہم نے تمہاری دعا قبول فرمائی، شیخ بقا بن بطور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے مریدوں میں پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہوں گے — فرمایا: ہاں، مگر پرہیزگار میرے لیے اور میں گنہگاروں کے لیے ہوں۔ (برکات قادریت، صفحہ 23)

وصالِ مبارک

نزالجواہر میں فتوح الغیب سے مذکور ہے کہ جب حضرتِ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو حضرت کے فرزند ارجمند جناب شیخ سیف الدین عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا سیدی! آپ کے بعد میں کس چیز پر عمل کروں؟ حضرت نے فرمایا: پرہیزگاری اختیار کرو اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو اور اس کے سوا کسی سے امید نہ رکھو اور اپنی تمام حاجتیں اللہ رب العزت سے چاہ اور خدا کے سوا کسی پر اعتماد نہ رکھ اور توحید کو لازم کر لے، کہ تمام اتفاق ہے، پھر اس کلمے کو تین بار ''التوحید، التوحید، التوحید'' کہا اور فرمایا: جب دل خدائے تعالیٰ کے ساتھ درست ہوتا ہے تو اس دل سے کوئی چیز جدا نہیں ہوتی اور جو علوم کہ ان کے ساتھ احتیاج ہو یا باہر نہیں جاتے اور فرمایا کہ معزز ہوں بغیر پوست کے، دوسرے فرزند جو گرد بیٹھے ہوئے تھے ان کو ارشاد ہوا کہ میرے نزدیک سے دور رہو کیونکہ میں ظاہر میں تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں دوسروں کے ساتھ، اور فرمایا کہ تمہارے سوا دوسری خلقت میرے پاس حاضر ہوئی ہے — اس کے لیے جگہ چھوڑ دو اور جگہ کشادہ کر دو اور ان کا ادب کرو اور اپنی حد پر رہو۔

یہاں مہربانی اور بڑی بخشش ہے اس لیے ان کے واسطے جگہ تنگ نہ کرو اور حضرت کی بارگاہ میں مقربوں کی ارواحیں اور رحمت کے فرشتے حاضر ہو کر سلام کرتے تھے اور حضرت ہر ایک کو تمام دن ورات سلام کا جواب اس طرح دیتے تھے ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ غفر اللہ لی ولکم وتاب اللہ علی وعلیکم'' آپ گیارہ یا سترہ ربیع الثانی 561ھ 1166ء شب دوشنبہ بعد نمازِ عشاء 91/سال کی عمر شریف میں بغداد شریف میں وصال فرمایا۔ (سیرتِ غوثِ اعظم، صفحہ 244)

نمازِ جنازہ حضرتِ سید سیف الدین عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، آپ کے جنازے میں اتنی کثرت تھی کہ بغداد میں کوئی شخص باقی نہ رہا جو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک نہ ہوا ہو، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک آپ کے مدرسہ عالیہ کے رواق میں باب ازج کے نزدیک بغداد شریف (عراق) میں واقع ہے — ہر سال عرس کی تاریخ میں بے شمار مخلوق فیوض روحانی سے مستفیض ہو کر لوٹتی ہے اور ہمہ دم زائرین کا اژدھام رہتا ہے —

حضور غوثِ رضی اللہ عنہ کے ارشادات

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فرد ارجمند حضرت سیدنا عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 521 ہجری سے 567 ہجری تک مخلوق کو وعظ و نصیحت فرمایا۔ (اخبار الاخیار، صفحہ 15/قلائد الجواہر، صفحہ 18)

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہفتہ میں تین دن

جمعہ، منگل اور بدھ کو وعظ و نصیحت فرمانے کے لیے متعین فرمائے تھے، حضرت ابراہیم بن اسعد علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں: جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ علما کا لباس پہن کر اونچے مقام پر جلوہ افروز ہو کر وعظ فرماتے تو لوگ آپ کے کلام مبارک کو بغور سنتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے، عماد الدین ابنِ کثیر علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: آپ نیک بات کی تلقین فرماتے اور برائی کو روکنے اور اس سے بچنے کی تاکید فرماتے، امرا، سلاطین، خاص و عام کو ممبر پر رونق افروز ہو کر ان کے سامنے نیک باتیں بتاتے، جو کوئی ظالم شخص کو حاکم مقرر کرتا تو اس کو اس سے منع کرتے، آپ کو برائی سے روکنے پر کسی سے قطعاً خوف و خطر نہ ہوتا۔ (قلائد الجواہر، صفحہ 08)

حضور غوث اعظم نے بغداد شریف میں قائم کیے ہوئے اپنے مدرسہ قادریہ میں علم و فضل اور رشد و ہدایت کے جو موتی نچھاور کیے ان کی آب و تاب آج بھی برقرار ہے، آپ کے ارشادات کے فیوض و برکات سے ہم آج بھی فیضیاب ہو سکتے ہیں۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے چند ارشاداتِ عالیہ

علم الیقین غور و فکر اور دلیل سے حاصل ہوتا ہے ○ عارف کا بسم اللہ کہنا اللہ تعالیٰ کے کن فیکون کہنے کے برابر ہے ○ دنیا بندے کو اپنے خدا سے دور کر دیتی ہے ○ دل کو ہر طرح کی آلائشوں سے پاک رکھنے کا نام تصوف ہے ○ اللہ کے نور کی تجلیات ہی روح کی غذا ہے ○ عمل کے بغیر علم مفید نہیں ○ میں علم دین پڑھ کر قطب بن گیا ہوں ○ خوف خدا ہی کامیابی و کامرانی کی کنجی ہے ○ بندہ خدمت کرنے سے مخدوم بن جاتا ہے ○ ہر شخص کو حدودِ شریعت کی پاسداری کرنی چاہیے ○ عالم باعمل کا درجہ اللہ کے نائب کا ہے ○ اعتقاد درست کرنا واجب ہے کیونکہ یہ اعتقاد ہی اصل میں بنیاد ہیں ○ مجھے علم ہی نے مہذب بنایا ہے ○ حرام غذا نور ایمان کو ڈھانپ لیتی ہے ○ لوگوں میں علم پھیلانا اور راہِ حق کی طرف بلانا علم کی زکوٰۃ ہے ○ ایمان ڈھال کی طرح بلاؤں اور آفات سے بچاتا ہے ○ ظلم دنیا کو تاریکی کی گہرائیوں میں ڈال دیتا ہے ○ علم زندگی اور جہالت موت ہے ○ جو تمہارے ساتھ محبت رکھے اس سے محبت رکھو ○ جو تم پر نظر رکھے تم اس پر نظر رکھو ○ کھانا کھلانا اور حسنِ اخلاق افضل و اکمل اعمال ہیں ○ اللہ ہی تمام امور کا ذمہ دار ہے ○ دنیا جتنی تیرے نصیب میں ہے وہ تجھ کو مل کر رہے گی ○ جن اور انسان ارادہ خواہش نفس سے معصوم نہیں ○ صرف بت پرستی ہی شرک نہیں نفس کی پیروی کرنا بھی شرک ہے ○ ناشکری ناشکرے کو دنیا و آخرت میں ذلیل کرتی ہے ○ اللہ ہی کے دربار میں ایمان کے بعد کفر سے پناہ مانگ ○ سنی ہوئی خبر، دیکھی ہوئی بات کی طرح نہیں ہوتی، بات میں غبار اور التباس و اختلاط و شک و شبہ نہیں ہوتا ○ دل توحید و معرفت کی جگہ اور سینہ واردات و عجائبات غیبی کے نازل ہونے کا مقام ہے ○ تعلیم سے اگر اللہ کسی ایک شخص پر ہدایت فرما دے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ جس پر اللہ آفتاب طلوع کرے ○ اگر دعا کرنے سے نفع نہ ہو تو نقصان بھی نہ پائے گا ○ اپنے نفس کی خواہشات کی مخالفت میں اللہ کی مدد کرو ○ قرآن و حدیث سے باہر جانے میں ہلاکت ہے ○ مومن اپنے دل پر چیزیں دیکھتا ہے ○ خالق اپنی تمام مخلوق سے بہتر اور ارفع و اعلیٰ ہے ○ اللہ کی سزا اس کی نعمت اور بلا اس کی دوا ہے ○ اللہ کا وعدہ نقد ہے اور حال اس کا ادھار ہے ○ خدا کے سب کام بمصلحت نیک ہیں ○ جسے اللہ نے معرفتِ حق کا علم دیا ہے وہ سوال سے بچا رہتا ہے ○ دنیاوی شیرینی کے لیے پہلے تلخی چکھنا ضروری ہے کڑوے پر صبر کیے بغیر شہد تک پہنچنا مشکل ہے ○ سب بدیوں سے بڑی بدی نیند اور نیک کاموں سے غفلت ہے جو سوئے گا اس کی بہت سی نیکیاں فوت ہو جائیں گی ○ جاہل ناعقل اور ناقص فہم ہوتا ہے ○ انجام پر نظر رکھنے والا عاقل ہے ○ شکر باللسان دل کی کیفیت کا اظہار ہے ○ صبر پورا ایمان ہے ○ ہر شے اسمائے الٰہی میں سے ہے ○ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ ظاہر ہے ○ فقر و تصوف سعی اور کوشش ہے ○ عابد کا محل اونچا اور رتبہ بلند ہے ○ وقت کی مناسبت سے اپنے آپ کو بہتر کاموں میں مشغول رکھو اور اپنے اعضا کو فضول کاموں سے بچاؤ ○ معرفت حق ابدی عمل ہے۔

◆◆◆

(از: مولانا محمد سبطین رضا مرتضوی *

جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خرافات ومحرمات

ماہ ربیع الاول کی ۱۲/ تاریخ وہ ساعت ہمایوں ہے جس میں، آفتاب رسالت، مہتاب نبوت، سید عالم، نور مجسم، سرور کائنات، مختار دو عالم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحن عالم میں قدم رنجہ فرمایا۔ یہ مقدس ساعت دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے ایسی خوش کن ہے، جس کا کوئی بدل نہیں۔ ہر سال جب بھی ربیع الاول شریف کا مبارک مہینہ آتا ہے پورے عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، اہل ایمان اپنی اپنی حیثیت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے انسانوں کے لیے نصیحت و ہدایت لانے والی عظیم ہستی کی اس عالم میں تشریف آوری کوئی معمولی بات نہیں۔

وہ اعظم واعلیٰ شخصیت جو تمام انسانوں اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئی، ان کی ولادت باسعادت کا دن بلا شبہ عظیم اور یادگار دن ہے جس کی یاد منانا تمام مسلمانوں کے لیے لازم وضروری ہے۔ لیکن وہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنی تعلیمات وہدایات کے ذریعہ دنیا سے نہ صرف کفر وشرک کی مہیب تاریکیوں کو دور کیا؛ بلکہ لہو ولعب، خرافات ومحرمات میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو اخلاق وشرافت، شان وشوکت، وقار و حرمت اور سنت وشریعت کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کیا۔

آج ان کے محفل میلاد کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ کا جلوس نکالتے وقت ادب واحترام کے حدود وقیود کا خیال نہیں کیا جا رہا ہے، آج لوگ دربار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب بھول بیٹھے ہیں، مکانوں کی کھڑکیاں اور بالکونیوں سے نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکائے جلوس پر پھول وغیرہ پھینکتی ہیں، اوباش نوجوان خلاف اخلاق حرکتیں کرتے ہیں، مساجد میں نماز کے اوقات کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا، جلوس چلتا رہتا ہے، اس طرح جلوس نکال کر حصول اجر وثواب کے بجائے رب کے عذاب کو دعوت دیا جاتا ہے۔

جلوس میں ادب واحترام سے بے پروائی

ہم اپنے بچپن میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ترتیب دیئے جانے والے جلوسوں کا نظم وضبط، درود وسلام کے مؤدب نذرانے کے عینی شاہد ہیں، لیکن آج جب ان پاکیزہ جلوسوں میں ڈی جے اور باجوں وغیرہ کی آلودگیاں دیکھتے ہیں تو کانپ کانپ اٹھتے ہیں کہ یہ جسارتیں مختار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر آزردہ دلی اور مالک دو جہاں کی سخت ناراضگی کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں، اس کی کوئی فکر نہیں۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے موقع پر نکالے جانے والے اکثر جلوس ان خلاف شرع حرکات کے سائے میں اپنی منزل تک پہنچتے ہیں، جن کی قلع قمع کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تھی، یہ بے ادبی اور جسارت کی انتہا ہے کہ عید میلاد کے جلوس ڈی جے باجوں کے شور وغل اور عورتوں کے ساتھ چھیڑ خانی جیسی غلیظ حرکات سے آلودہ ہوں، لیکن حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے، ان چیزوں کو دیکھنے کے بعد بھی کچھ علما ومشائخ کی پیشانیوں پر عرق انفعال کا ایک قطرہ تک نمودار نہیں ہوتا اور نہ ہی ان چیزوں کو ختم کرنے کے لیے ان کی طرف سے کوئی اقدامات کئے جا رہے ہیں، کیا محبت رسول، اتباع رسول کے یہی تقاضے ہیں؟ اس طرح کی بیہودگیوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی اس کی بھی کسی کو خبر ہے یا نہیں؟

محافل میلاد فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

امام اہل سنت، مجدد دین وملت، حضور اعلیٰ حضرت شاہ امام

* مضمون نگار دھامی گچھ، سوناپور، ضلع اتر دیناج پور، بنگال کے متوطن ہیں۔

احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ارقام پذیر ہیں:

''محافل میلاد اور جلوس میلاد وغیرہ میں ڈھول باجے وغیرہ لے جانا جائز نہیں اور جن محافل میں ایسے آلات لہو ولعب کا استعمال ہو، ان میں جانا جائز نہیں، خواہ انہیں محافل میلاد (عرس، گیارہویں وغیرہ) کا نام ہی کیوں نہ دیا جاتا ہو۔''

(فتاویٰ رضویہ, جلد23 :صفحہ 737 :)

فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے کہ:

''مجالس کی طرح محافل میلاد میں شرکت تب ہی جائز ہے جب اس میں خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ ہو اگر وہ شرعی احکام کی خلاف ورزی اور ناپسندیدہ بدعات سے پاک نہ ہو تو اس میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔'' (ایضاً، جلد24 صفحہ 133)

۱۲/ربیع الاوّل کا پیغام

ہم نے کبھی یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ ۱۲/ربیع الاول کا پیغام کا کیا ہے؟ ۱۲/ربیع الاوّل کا پیغام یہ ہے کہ: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنا جزو ایمان بنالیں ایمان کی کامیلت اس کے بغیر ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اظہار تشکر کے طور پر درود و سلام کی کثرت کی جائے۔ تعظیم وتوقیر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرز جاں بنالیا جائے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر دل وجان سے عمل پیرا ہونے کا عزم مصمم کیا جائے اور زندگی کے تمام شعبوں کو آپ کی سیرت کے نور سے منور کیا جائے۔ مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تشریف آوری کا ایک مقصد یہ بھی بتایا ہے کہ ''میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔''

لہٰذا ہم بھی جھوٹ، غیبت، چغلی، تکبر وانانیت، ہوس پرستی اور اس جیسی دیگر آلودگیوں سے اپنے من کو صاف کریں اور اعلیٰ اخلاق سے متصف ہوں۔

عید میلاد النبی منانے والوں کی جزا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''سرکار مدینہ ﷺ کی ولادت کی رات خوشی منانے والوں کی جزا یعنی بدلہ یہ ہے کہ اللہ پاک انہیں فضل وکرم سے سے جنات النعیم میں داخل فرمائے گا۔ مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد کرتے آئے ہیں اور ولادت کی خوشی میں دعوتیں دیتے، کھانے پکواتے، خوب صدقہ وخیرات، خوب خوشی کا اظہار اور دل کھول کر خرچ کرتے آئے ہیں۔ مسلمان اس مبارک ماہ میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے ذکر کا انتظام کرتے ہیں اور اپنے مکانوں کو سجاتے ہیں اور ان تمام نیک کاموں کی برکت سے ان لوگوں پر اللہ پاک کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔'' (ماثبت من السنہ، ص102)

عظیم عالم دین امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''خاتم النبی صل ﷺ کی ولادت کے مہینے میں مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد کرتے آئے ہیں اور ولادت کی خوشی میں دعوتیں دیتے، کھانے پکواتے اور خوب صدقہ وخیرات، خوشی کا اظہار، دل کھول کر خرچ، نیز آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے ذکر کا اہتمام کرتے آئے ہیں، چناں چہ ان پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے بہت بڑے فضل اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے، میلاد شریف منانے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں اللہ پاک ان پر رحمتیں نازل فرمائے جہوں نے ولادت شریف کی راتوں کو عید (یعنی خوشی کا دن) بنالیا۔''

(مواہب لدنیہ، جلد1 رص78)

لہٰذا جشن عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر انتہائی خلوص و محبت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کے نذرانے پیش کئے جائیں، راستے گلیوں، کوچوں اور گھروں میں چراغاں کیا جائے، فقرا ومساکین کے ساتھ ہمدردی کی جائے، صدقات وخیرات کثرت سے کیے جائیں، علمائے امت کی کار منصبی ہے کہ وہ عوام الناس کو سیرت محمدی ﷺ سے آشنا فرمائیں اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی لوگوں کو تلقین کریں اور یہ اہتمام بہر حال ملحوظ خاطر رہے کہ کوئی ایسی حرکت نہ ہونے پائے جس میں کسی فرمان الٰہی کی نافرمانی یا سنت بقیہ ص ۹ ر پر

از: مولانا خلیل احمد فیضانی *

فرائض ذمہ باقی رہتے ہوئے نوافل کی ادئیگی کا حکم

عوام کی جہالت میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے، ویسے پورے سال کبھی مسجد کا رخ نہیں کرتے ہیں اور جب مبارک راتیں جیسے شب معراج، شب برأت یا رمضان المقدس کا بابرکت مہینہ جلوہ فگن ہوتا ہے تو کچھ حد تک مسجدوں سے قریب تو ہو جاتے ہیں مگر اپنی جہالت کی وجہ سے ان مبارک ساعتوں سے بھی کما حقہ مستفید نہیں ہو پاتے، بعض لوگوں کے ذمہ گزشتہ دس سال، پندرہ سال حتی کہ بیس سال تک کی قضا نمازیں سر ہوتی ہیں مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ وہ لوگ بجائے ان قضا نمازوں کو پڑھنے کی نوافل پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد 10 / صفحہ 179 / رسالہ مبارکہ "اعزالاکتناہ فی ردصدقۃ مانع الزکاۃ" میں یہ ضابطہ لکھا ہے کہ: کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے، یہ ضابطہ ایک حدیث شریف سے مستنبط و ماخوذ ہے، حدیث پاک کے کلمات مبارکہ یہ ہیں:

''لما حضر ابابکر ن الموت دعا عمر فقال: اتق اللہ یا عمر واعلم ان لہ عملا بالنہار لایقبلہ باللیل و عملاً باللیل لایقبلہ بالنہار واعلم انہ لایقبل نافلۃ حتی تؤدی الفریضۃ —ترجمہ: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نزع کا وقت ہوا تو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر ارشاد فرمایا: اے عمر! اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں اگر رات میں کرو تو قبول نہیں فرمائے گا اور کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں اگر دن میں کرو تو قبول نہیں فرمائے گا اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کرلیا ائے۔'' (حلیۃ الاولیاء، جلد 1 / صفحہ 36 / باب ذکر المہاجرین)

امام ابونعیم کے علاوہ دیگر محدثین کرام نے بھی اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے، جیسے عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی سنن میں، امام حناد نے ''فوائد'' میں، امام ابن جریر نے ''تہذیب الآثار'' میں روایت کیا ہے، نیز مذکورہ حدیث پاک کے علاوہ بھی احادیث ہیں جن کو ہمارے علما نے اس ضابطہ کی اصل بتایا ہے ان میں سے یہ کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اربع فرضھن اللہ فی الاسلام فمن جاء بثلاث لم یغنین عنہ شیئا حتی یاتی بھن جمعیا: الصلوۃ، و الزکوۃ وصیام رمضان وحج البیت —ترجمہ: چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں تو جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک وہ پوری چاروں نہ بجا لائے، وہ چار چیزیں یہ ہیں: نماز، زکوۃ، روزہ رمضان اور حج کعبہ—'' (مسند احمد بن حنبل، جلد 4 / صفحہ 201)

افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الراشدین حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''امرنا باقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ ومن لم یزک فلا صلوۃ لہ —ترجمہ: ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور زکوۃ نہ دیں اس کی نماز بھی مقبول نہیں ہے—'' (مجمع الزوائد، جلد 3 / صفحہ 62)

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوح الغیب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منہ واھین —ترجمہ: یعنی جو کوئی فرض چھوڑ کر سنت ونفل میں مشغول ہوگا تو یہ سنت ونفل قبول نہیں ہوں گے اور وہ خوار کیا جائے گا—'' (فتوح الغیب، صفحہ 273)

* مضمون نگار جودھ پور راجستھان کے متوطن ہیں۔

شیخ محقق علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی فتوح الغیب کی مذکورہ عبارت کی تشریح میں ارشاد فرمایا:

''ترک آں چہ لازم وضروری است واہتمام با آں چہ نہ ضروری است از فائدہ در عقل وخرد دور است چہ دفع ضرر اہم است بر عاقل از جلب نفع بلکہ بحقیقت نفع دریں صورت منتفی است۔

ترجمہ: لازم وضروری چیز کا ترک اور جو ضروری نہیں ہے اس کا اہتمام عقل وخرد میں فائدہ سے کوسوں دور ہے کیوں کہ ایک عاقل کے یہاں حصول نفع سے دفع ضرر اہم ہے بلکہ اس صورت میں تو نفع ہی منتفی ہے۔''

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ''عوارف المعارف'' شریف میں لکھتے ہیں:

''حضرت خواص رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بلغنا ان اللہ لا یقبل نافلة حتی یؤدی فریضة, یقول اللہ تعالی : مثلکم کمثل العبد السوء بداء بالهداية قبل قضاء الدين ۔ترجمہ: یعنی ہمیں یہ خبر پہنچی کہ اللہ عزوجل کوئی نفل قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ فرض ادا کیا جائے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے ارشاد فرماتا ہے: کہ تمہاری مثال اس برے بندے کی طرح ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے تحفہ پیش کرے۔'' (عوارف المعارف شریف، صفحہ 168)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں چند مثالیں بھی پیش فرمائی ہیں جو فرائض کو ترک کر کے نوافل کا اہتمام کرتا ہے، فرماتے ہیں :

''جس آدمی کو سلطان طلب کرے وہ وہاں نہ جائے، اس کے غلاموں کے پاس جائے اس کی مثال ایسی ہے۔''

نیز حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے ایک اور مثال آپ فتوح الغیب میں نقل فرماتے ہیں:

''جس عورت کا حمل عین وقت پر ساقط ہو جائے تو اس کا نقصان گویا دگنا ہے کہ تکلیف بھی جھیلی اور بچہ بھی گیا، یہ مثال اس نفل خیرات کرنے والے کی ہے جو فرض ادا نہیں کرتا۔'' (فتوح الغیب، صفحہ 273)

اہمیت فرائض کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ! قرض نہ دیجیے اور بالائی بیکار تحفے بھیجیے، وہ قابل قبول ہوں گے؟

خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیات سے بے نیاز ہے، یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جھوٹے حاکموں ہی کو آزمالے، کوئی زمین دار مال گزاری تو بند کرلے اور تحفے میں ڈالیاں بھیجا کرے، دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں، ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے، فرض کیجیے آسامیوں سے کسی کھنڈ ساری کا رس بندھا ہوا ہے، جب دینے کا وقت آئے وہ رس تو ہرگز نہ دیں مگر تحفے میں آم، خربوزے بھیجیں، کیا یہ شخص ان سے راضی ہوگا؟ یا آتے ہوئے اس کی نادہندگی پر جو آزار انہیں پہنچا سکتا ہے، ان آم، خربوزے کے بدلے اس سے باز آئے گا، سبحان اللہ! جب کھنڈ ساری کے مطالبات کا یہ حال ہے تو ملک الملوک احکم الحاکمین جلا وعلا کے قرض کا کیا پوچھنا۔'' (فتاویٰ رضویہ، رسالہ مبارکہ: اعزالاکتناہ)

ہم اپنے مضمون کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اسی سوالیہ جملے پر ختم کرتے ہیں کہ ''قرض نہ دیجیے اور بالائی بیکار تحفے بھیجیے، وہ قابل قبول ہوں گے؟

◆◆◆

امام احمد رضا نمبر

ماہنامہ سنی دنیا کا ایک عظیم صحافتی کارنامہ، امام اہل سنت کی حیات وخدمات کو ایک نئے زاویئے سے پیش کرنے والا ایک دستاویزی شمارہ، صرف ۲۰۰/روپئے ادارہ کو بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

از: مولانا عبداللطیف علیمی *

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

سوال 1 : اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا کیسا ہے؟

جواب: کچھ لوگ جہالت اور کم علمی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہتے ہیں، یہ نہایت ہی غلط جملہ ہے، بلکہ اگر یہ عقیدہ رکھ کر بولے کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے، تو یہ کفر ہے، اس لئے کہ اس کے لئے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور وہ جانب و جہت اور مکان سے پاک ہے، ہاں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو اس خیال سے اوپر والا کہے کہ وہ سب سے بلند و بالا ہے اور اس کا مرتبہ سب سے اوپر ہے تو یہ کفر نہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال درست نہیں جن سے کفر کا شبہ ہو اور اللہ تعالیٰ کو اوپر والا کہنا بہر حال منع ہے جس سے بچنا ضروری ہے، فتاویٰ فیض الرسول میں ہے:

"خدائے تعالیٰ کی ذات کے لئے اوپر والا بولنا کفر ہے کہ اس لفظ سے اس کے جہت کا ثبوت ہوتا ہے اور اس کی ذات جہت سے پاک ہے، اگر کوئی شخص یہ جملہ بلندی و برتری کے معنی میں استعمال کرے تو قائل پر حکم کفر نہ کریں گے مگر اس قول کو برا ہی کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے۔"

(فتاویٰ فیض الرسول، جلد ۱ : ص ۲ : دار الاشاعت فیض الرسول)

سوال 2 : آدھی آستین یا ہاف کپڑا یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ آدھی آستین کا کرتا یا ہاف شرٹ پہن کر نماز پڑھتے ہیں حالاں کہ اگر پوری آستین کا کوئی دوسرا کپڑا موجود ہے تو آدھی آستین کا کرتا یا شرٹ یا بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا کپڑا موجود نہیں ہے جس سے پوری آستین چھپا سکے تو بلا کراہت جائز ہے، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس کے پاس کپڑے موجود ہوں اور صرف نیم آستین یا بنیائن پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر کپڑے موجود نہیں تو کراہت بھی نہیں معاف ہے۔"

(فتاویٰ امجدیہ، ج ۱ : ص ۱۹۳ : قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال 3 : کیا تین آیت کے بعد غلطی ہو جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے؟

جواب: عوام میں یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ تین آیت کے بعد غلطی ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی یہ مسئلہ غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ جس غلطی سے فساد معنی لازم آئے خواہ تین آیت سے پہلے ہو یا تین آیت کے بعد دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے، جیسا کہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس غلطی سے فساد معنی ہو، اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور جس سے معنیٰ فاسد نہ ہو نماز فاسد نہ ہوگی دونوں صورتیں تین آیت سے قبل ہوں یا بعد، اس میں فرق نہیں دونوں کا حکم ایک ہے۔" (فتاویٰ امجدیہ، ج ۱ : ص ۱۸۷ : قادری کتاب گھر بریلی)

سوال 4 : کیا جب تک جمعہ کی نماز نہ ہو جائے اس وقت تک عورتیں گھروں میں نماز نہیں پڑھ سکتیں؟

جواب: بعض جگہ عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ جب تک جمعہ کی نماز ختم نہ ہو جائے تب تک عورتوں کے لئے گھروں میں ظہر کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے یہ غلط مشہور ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز ختم ہونے سے پہلے عورتیں گھروں میں ظہر کی نماز بالکل پڑھ سکتی ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد پڑھیں ایسے ہی پنج وقتہ نمازوں کو بھی مردوں کے نماز کی جماعت سے پہلے پڑھ سکتی ہیں سوائے فجر کے لیکن بہتر یہی ہے کہ فجر کے علاوہ باقی نمازوں میں بھی مردوں کی

اصلاحات

* مضمون نگار دار الافتا فیضانِ تاج الشریعہ بریلی شریف کے طالب علم ہیں۔

جماعت ہو جانے کے بعد پڑھیں، حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عورتوں کے لئے ہمیشہ فجر کی نماز غلس یعنی اوّل وقت میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں، جب جماعت ہو چکے تو پڑھیں۔"

(بہار شریعت، ج۱ :، ح۳ :، ص۱۹:، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال5 : کیا قرآن شریف کی تلاوت کرنے میں صرف ہونٹ ہلانے اور آواز نہ نکالنے سے تلاوت درست ہے؟

جواب: کچھ لوگ جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں خواہ نماز میں یا نماز کے باہر تو صرف ہونٹ ہلاتے ہیں اور آواز بالکل نہیں نکالتے ان کا اس طریقے سے پڑھنا پڑھنا نہیں اگر اس طریقے سے نماز میں پڑھیں گے تو نماز نہیں ہوگی اور اگر قرآن پاک کی تلاوت کریں گے تو تلاوت کا ثواب بھی نہیں پائیں گے اس لیے کہ آہستہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم اتنی آواز سے ضرور پڑھے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن لے صرف ہونٹ ہلنا اور آواز کا بالکل نہ نکلنا پڑھنا نہیں ہے، حضور صدر الشریعہ تحریر فرماتے ہیں:

"آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے، اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس طرح آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور وغل یا ثقل سماعت بھی نہیں تو نماز نہ ہوئی۔" اھ

(بہار شریعت: ج۱ :، ح۳ :، ص٦٦ :، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال6 : دو لوگوں کا مل کر قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: دو شخص اس طرح سے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں کہ ایک شخص ایک صفحہ دوسرا شخص دوسرا صفحہ پڑھ رہا ہے تو اگر وہ ایسے قرآن پاک میں تلاوت کر رہے ہیں کہ اس میں لازمی طور سے ہر صفحہ پر آیت ختم ہو جاتی ہے، مثلاً "حافظی قرآن" تو مذکورہ طریقہ پر تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ ایسے قرآن پاک میں تلاوت کر رہے ہیں کہ جس میں لازمی طور سے ہر صفحہ پر آیت ختم نہیں ہوتی تو مذکورہ طریقہ پر تلاوت کرنا صحیح نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اگر اس صفحہ میں آیت ختم ہو جاتی ہے تو ٹھیک ورنہ آنے والے دوسرے صفحے پر آیت ختم کرے تا کہ معنی برقرار رہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ مرکز تربیت افتا، جلد ۱/صفحہ ۱۷۸/فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال7 : جوتا چپل پہن کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ نماز جنازہ میں جوتے چپل پہن کر ہی کھڑے ہو جاتے ہیں تو اگر اس حالت میں جوتا چپل پہن کر نماز پڑھی کی اس کا تلا ناپاک ہے تو نماز نہ ہوگی بہتر یہی ہے کہ جوتا چپل اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔" (فتاویٰ رضویہ، ج٤ :، ص۸۸ :، رضا اکیڈمی ممبئی)

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر جوتا پاک ہے تو اس کو پہن کر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے ایسا نہ کرے کہ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ جن کے جوتے ناپاک ہیں وہ پہن کر پڑھنے لگیں گے۔"

(فتاویٰ امجدیہ، ج۱ :، ص۳۱۸ :، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال8 : کیا بچہ کی پیدائش کے وقت جو عورت مر جائے، وہ منحوس ہوتی ہے؟

جواب: بعض جگہوں پر کچھ لوگ ایسی عورت کو جو بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے مر جائے اس کو برا خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ناپاکی میں مری ہے اس لیے وہ منحوس ہے، مرنے کے بعد چڑیل بنے گی یہ سب جاہلانہ خیالات وخرافات ہیں حدیث شریف میں ایسی حالت میں مرنے والی عورت کو شہادت کا مرتبہ پانے والی بتایا گیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا سات شہادتیں اور بھی ہیں طاعون والا شہید ہے دبا ہوا شہید ہے ذات الجنب کی بیماری والا شہید ہے پیٹ کی بیماری والا شہید ہے آگ والا

شہید ہے دب کر مرنے والا شہید ہے عورت ولادت میں مرجائے تو شہید ہے۔"

اس طرح کی حاملہ فوت ہوجائے یا ولادت کی حالت میں میلا نہ نکلنے کی وجہ سے مرے یا ولادت کے بعد چالیس دن کے اندر فوت ہو بہر حال وہ حکما شہید ہے۔

(مرآۃ المناجیح، ج۲: ص۴۱۲: ادبی دنیا)

سوال9 : کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ گرم کھانا یا گرم چائے یا کوئی اور گرم چیز کھاتے پیتے ہیں تو پھونک کر کھاتے پیتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا درست نہیں اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔

نیز طبی نقطۂ نظر سے بھی کھانے پینے کی چیزوں میں پھونکنا منع ہے کہ سانس کے ذریعے اندر کے جراثیم باہر آ کر توانا ہو جاتے ہیں اور پھر غذا کے ذریعے جسم میں داخل ہوتے ہیں تو وہ مزید نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

سوال10 : کیا دھوبی کے یہاں کھانا درست نہیں ہے؟

جواب: کچھ لوگ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے ہیں جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں دھوبی ہو یا کوئی اور مسلمان اگر سنی صحیح العقیدہ ہے تو اس کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں بلاشبہ جائز ہے جو لوگ دھوبیوں کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے اور ان کے یہاں کے کھانے کو ناپاک بتاتے ہیں وہ نرے جاہل ہیں، الملفوظ میں ہے:

"دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا جائز نہیں محض باطل ہے۔" (الملفوظ، ح۱: ص۹: مکتبہ قادریہ سدھارتھ نگر، یوپی)

سوال11 : کیا جانور ذبح کرتے وقت سر الگ ہوجائے تو اس کو کھانا حرام ہے؟

جواب: عوام میں مشہور ہے کہ اگر مرغ، بکرا یا کوئی اور حلال جانور جن کو کھانے کا حکم ہے اگر ان کو ذبح کرنے کے وقت سر الگ ہوجائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ اب ذبیحہ کے سر کو کھانا درست نہیں ہے حالانکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس کے سر کو بھی کھانا درست ہے جس طرح سے اس کے گوشت کو کھانا درست ہے، صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عام لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ذبح کرنے میں اگر سر جدا ہو جائے تو سر کا کھانا مکروہ ہے یہ کتب فقہ میں نظر سے نہیں گزرا بلکہ فقہا کا یہ ارشاد کہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سر بھی کھایا جائے گا۔"

(بہار شریعت: ج۴: ح۱۵: ص۱۱۸: قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال12 : کیا عورت جانور ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا؟

جواب: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے صحیح مسئلہ یہ ہے کہ عورت بھی جانور ذبح کرسکتی ہے جس طرح سے مرد ذبح کرسکتا ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی حلال ہے اور مرد و عورت اس ذبیحہ کو سبھی لوگ کھا سکتے ہیں شرعاً کوئی حرج نہیں، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت کا ذبیحہ درست نہیں وہ لوگ شریعت پر افترا کرتے ہیں ایسے لوگ توبہ کریں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسلمان عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے جبکہ وہ ذبح کرنا جانتی ہو، اور ٹھیک ذبح کردے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد۸: ص۳۳۲: رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال13 : بھادوں کے مہینہ میں کشتی وغیرہ بنا کر حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے فاتحہ دلانا کیسا ہے؟

جواب: بعض جگہ جو یہ رواج ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی فاتحہ کے لئے ہندی مہینہ بھادوں کی آخری جمعرات یا جمعہ کو عورتیں پھل وغیرہ لے جا کر تالاب یا ندی کے سامنے فاتحہ دلاتی ہیں اور بعد فاتحہ کشتی میں چراغ و حلوہ وغیرہ رکھ کر دریا میں ڈال دیتی ہیں یہ جاہلانہ رسم و رواج ہے جو ناجائز ہے کہ یہ بدعت بھی ہے اور تضییع مال بھی اصلاً فاتحہ دلانا جائز و درست ہے مگر اس کے لیے عورتوں کو تالاب وغیرہ پر جانا اور کشتی چھوڑنا بقیہ ص۹ پر

چوتھی قسط

(از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی *

بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ سالہ دردناک سفر

احوال وطن

1980ء13–14 اگست: مراد آباد (اتر پردیش) آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق) 50 : ٪ ہندو، 49٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: وی پی سنگھ، پارٹی، کانگریس، جون 1980 – جولائی 1982 مراد آباد (اتر پردیش)، اس وقت کے مسلم اکثریتی قصبے میں 13 اگست کو مسلمانوں کے تہوار عید الفطر کے دن بھیانک فساد ہوا، پیتل کے برتنوں کی صنعت میں مسلم آبادی کی بڑھتی ہوئی خوشحالی نے ہندوؤں میں شدید ناراضگی پیدا کر دی تھی، خاص طور پر وہ لوگ جو مشرقی پاکستان سے پناہ گزین تھے۔ مارچ 1980 کو چار مسلم نوجوانوں کی طرف سے شادی کی تقریب کے دوران ایک نوجوان دلت لڑکی کے اغوا کے بعد والمیکی (دلتوں کی ذیلی ذات) اور مسلمانوں کے درمیان کشیدگی بھی بڑھ چکی تھی۔

تیرہ اگست کو اسی ہزار مسلمان شہر کی عیدگاہ پر جمع ہوئے تا کہ نماز عید ادا کریں، اسی دوران ایک خنزیر (سُور) عیدگاہ میں داخل ہوا، اس معاملے میں پولیس نے مداخلت کرنے سے انکار کر دیا، جس سے مسلمانوں کو یہ لگا کہ پولیس نے سور کو جان بوجھ کر چھوڑا ہے، اسی دوران پتھراؤ شروع ہوا اور پولیس نے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اندھا دھند فائرنگ کی جس سے نماز کے دوران متعدد افراد ہلاک ہو گئے، اس کے بعد لوگوں کی گرفتاری ہوئی جس میں کمسن بچوں سمیت 50 افراد شامل تھے اور ان میں کوئی واپس نہ لوٹا۔ اسی شام مسلمانوں کے ایک ہجوم نے ایک پولیس اسٹیشن پر حملہ کر کے دو پولیس اہلکاروں کو ہلاک کر دیا اور عمارت کو آگ لگا دی۔ 14 / اگست کو ایک افواہ پھیلی کہ مسلمانوں نے ایک پوری پولیس پلاٹون پر حملہ کر دیا ہے، پی اے سی نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے دس افراد کو مار ڈالا، 13 اگست سے 10 ستمبر تک کرفیو نافذ کر دیا گیا، مسلمانوں کو پولیس اور پی اے سی کی دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

تشدد میں مقامی پولیس کی شمولیت کی وجہ سے نیم فوجی دستوں کو تعینات کرنا پڑا۔ مقامی انتظامیہ مکمل طور پر نااہل اور غیر ذمہ دار ثابت ہوئی۔ اس ہنگامے سے ہونے والی ہلاکتوں کی تعداد پر اب بھی بحث ہوتی ہے، لیکن حکومت نے 400 اموات کو تسلیم کیا اور معاوضہ ادا کیا، ایک مسلم گروپ نے مرنے والوں کی تعداد 2,500 بتائی ہے جب کہ دوسرے ذرائع نے اندازہ لگایا ہے کہ تشدد میں 1,500 سے 2,000 افراد نے اپنی جانیں گنوائیں۔ اکتوبر کے آخر میں مزید فسادات پھوٹ پڑے، جس میں 14 افراد مارے گئے۔ کافی ہچکچاہٹ کے بعد، بالآخر وزیر اعظم اندرا گاندھی نے مسلم آبادی کو مطمئن کرنے کے لیے اکتوبر میں قصبے کا دورہ کیا۔ مراد آباد فسادات کے بعد، اگست میں الہ آباد میں پی اے سی اور مسلمانوں کے درمیان تشدد بھی بھڑک اٹھا، جس میں تقریباً دس افراد کی جانیں گئیں۔

Akbar, 1980) (Gandhi, 1980) (Secular Democracy, 09/1980) (India Today, 30/11/1980) (Saberwal and M.Hasan, 1984: 209) (Engineer, 1984b: 39) (Ghosh, 1987: 221–224) (Chatterji, 1995: 38–38)

1980 / اکتوبر – 1981، مئی: گودھرا (گجرات) 51٪ ہندو، 46٪ مسلمان گجرات کے وزیر اعلیٰ: مادھو سنگھ سولنکی، پارٹی کانگریس جون 1980 تا اگست 1985 گودھرا (گجرات) شہر میں فرقہ وارانہ واقعات کا ایک سلسلہ جو تقریباً ایک سال کے

عرصے میں پیش آئے، ان کا نتیجہ سندھیوں گھانچیوں (مسلمانوں کی ایک برادری) کے درمیان مقامی دشمنی کے نتیجے میں ہوا۔ پہلا بڑا واقعہ 29 اکتوبر 1980 کو پیش آیا جب سڑک کے دو ہاکروں (ایک سندھی اور ایک گھانچی مسلمان) نے اپنی گاڑیوں کی پوزیشن پر جھگڑا کیا۔ سندھی اور گھانچی کا ہجوم تیزی سے جمع ہو گیا، ہر ایک نے دوسری برادری سے تعلق رکھنے والی دکانوں اور گھروں کو آگ لگا دی۔ پانچ سندھیوں کے خاندان کو زندہ جلا دیا گیا۔ مارچ 1981 کو مزید تشدد اس وقت ہوا جب میونسپلٹی نے سندھی کمیونٹی کو تباہ شدہ دکانوں کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت دی، جبکہ مسلمانوں کو باضابطہ طور پر ایسا کرنے کی اجازت سے انکار کر دیا گیا۔ ستمبر تک حملے اور جوابی حملے ہوتے رہے، تقریباً دس جانیں گئیں۔ (Engineer, 1984b: 246–261)

1981ء 30 اپریل تا 5 مئی: بہار شریف (بہار) 63٪ ہندو، 37٪ مسلمان بہار کے وزیر اعلیٰ: جگن ناتھ مشرا، پارٹی کانگریس، جون 1980 تا اگست 1983 بہار شریف (بہار) ایک قصبہ جس میں اس وقت مسلمانوں کی اڑتالیس فیصد آبادی تھی میں ایک سنگین فساد ہوا۔ مسلمانوں کی نسبتاً زیادہ موجودگی کی وجہ سے، قصبے میں کئی قبرستان ہیں۔ 1981 کے اوائل میں مسلمانوں اور یادَو قوم کے درمیان ایک تنازعہ کی وجہ سے کشیدگی پیدا ہوئی، جس میں یادووں نے مسلمانوں کے قبرستان میں واقع اپنے لیے زمین کا دعویٰ کرنے کی کوشش کی تھی، 21/ جنوری کو مسلمانوں نے محسوس کیا کہ یادَو متنازعہ جگہ پر ہندو مندر کی تعمیر کے لیے آگے بڑھ گئے ہیں۔ جھڑپیں شروع ہوئیں، لیکن پولیس نے انہیں تیزی سے قابو کر لیا۔ 30 اگست کو گنگن دیوان کے مسلم اکثریتی محلے میں شرابی مسلم اور ہندو نوجوانوں کے درمیان جھگڑے نے فساد کو جنم دیا۔ افواہیں پھیل گئیں کہ مسلمانوں نے گنگن دیوان کے چند ہندو خاندانوں کا "قتل عام" کیا ہے۔ 1 مئی کو بندوقوں اور بموں سے لیس ایک ہجوم نے علی نگر پر حملہ کر دیا— یہ ایک ایسا علاقہ تھا جو دوسرے علاقوں میں نافذ کرفیو سے مستثنیٰ تھا۔

ایک مرد اور 14 خواتین اور بچے ہلاک ہوئے، صرف بہار شریف کے قصبے میں 20 افراد جان کی بازی ہار گئے، لیکن سب سے اہم واقعات قریبی دیہات گلنی میں پیش آئے جہاں 2 مئی کو بموں اور رائفلوں سے لیس ایک ہجوم کے ہاتھوں 13 افراد، جن میں خاص طور پر خواتین اور بچے شامل تھے ہلاک ہوئے۔ دیہاتی خاص طور پر دلت اور یادَو (او بی سی)، ہجوم میں شامل ہو گئے، ایک گاؤں میں مسلمانوں پر حملہ کیا جو برسوں سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی میں رہتا تھا۔ دیہی علاقوں میں تین دن تک پولیس کی مداخلت کے بغیر تشدد کا سلسلہ جاری رہا۔ کانگریس کی ریاستی انتظامیہ نے بہت آہستہ ردعمل ظاہر کیا۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی کو 4 مئی کو اس علاقے میں آنا پڑا۔ 5 مئی کو امن بحال ہوا۔ کچھ رپورٹوں میں بتایا گیا کہ آر ایس ایس نے زمین کے تنازعہ پر یادووں کے غصے کا فائدہ اٹھا کر فسادات کو ہوا دی۔

سی پی آئی (کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا) کے ایک مقامی ایم ایل اے نے اطلاع دی کہ فسادات کے دوران آر ایس ایس کے کارکنوں نے لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ دیہی علاقوں کا دورہ کیا، اور یہ جھوٹی افواہ پھیلائی کہ بہار شریف میں مسلمانوں کے ہاتھوں دو سو یادووں کو قتل کیا گیا ہے، پولیس نے بھی اپنے آپ کو نااہل اور ہندوؤں کا حصہ دار ثابت کیا۔ اصل ہلاکتوں کی تعداد نامعلوم ہے، سرکاری اعداد و شمار نے 52 اموات کی اطلاع دی ہے، لیکن دوسرے اندازوں کے مطابق یہ تعداد 80 سے 150–200 تک ہے۔

(Secular Democracy, 05/1981) (Sunday, 24/05/1981) (Engineer, 1981) (Ghosh, 1987: 127–130) (Saksena, 1990: 167)

1981ء 12–20 جولائی: حیدرآباد (آندھرا پردیش) 54٪ ہندو، 43٪ مسلمان وزیر اعلیٰ آندھرا پردیش: تنگوتوری انجیا، پارٹی کانگریس اکتوبر 1980 تا فروری 1982 حیدرآباد (آندھرا پردیش) میں فسادات پھوٹ پڑے اور آٹھ دن تک جاری رہے، چالیس افراد ہلاک اور تین سو زخمی ہوئے، ان

اموات کی وجہ ہجوم کے تشدد سے نہیں بلکہ شہر کی چھوٹی گلیوں میں غنڈوں کے ذریعے کیے جانے والے الگ تھلگ چھرا گھونپنے کے واقعات تھے۔ Saksena, 1990: 191

1982، فروری 15–18: پونے اور سولاپور (مہاراشٹرا) پونے 80٪ ہندو، 9٪ مسلمان سولاپور میں 76٪ ہندو، 19٪ مسلمان مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ: باباصاحب بھوسلے، پارٹی کانگریس، جنوری 1982 تا فروری 1983 یہ فرقہ وارانہ واقعات دو شہروں، پونے اور سولاپور (مہاراشٹر) میں ہوئے، اور یہ ایچ پی کی زیر قیادت ایک جارحانہ مہم کے نتیجے میں تھے، اس مہم نے ہندوؤں کو اسلام کے خطرات کے بارے میں بیدار کرنے کی کوشش کی، میناکشی پورم میں اجتماعی تبدیلی کے بعد۔ خوفزدہ مسلمانوں نے لو پروفائل اپنایا۔ 16 فروری کو وی ایچ پی نے کانگریس انتظامیہ کے تعاون سے پونے کے راستے ایک جلوس نکالا، اس نے مسلم محلوں کو عبور کرتے ہوئے راستے میں مسلمانوں کی دکانوں اور املاک کو نقصان پہنچایا۔

سولاپور کے مزدور طبقے کے قصبے میں، VHP کا ایک جلوس ایک مسجد کے قریب آ کر رکا اور "جلاؤ جلاؤ پاکستان" ("جلاؤ، پاکستان کو جلا دو") جیسے مسلم مخالف نعرے لگائے۔ وہاں کے مسلمانوں نے پونے کے مقابلے ہندو دکانوں کو جلا کر جوابی کارروائی کی، انتظامیہ کی جانب سے بروقت کارروائی سے صورت حال پر قابو پایا گیا اور ہلاکتوں کو محدود کیا۔

(Akbar, 1982) (Secular Democracy, 03/1982)(Engineer, 1984b: 263–270)

1982ء 29 ستمبر تا اکتوبر: 2 میرٹھ (اتر پردیش) آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق) 61: ٪ ہندو، 36٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: سرپت مشرا، پارٹی کانگریس جولائی 1982–اگست 1961 1984 کے واقعات کے بعد، ایک بار پھر، میرٹھ (اتر پردیش) شہر میں المناک فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ جنوری 1982 کے بعد سے ماحول کشیدہ ہو گیا تھا جب آر ایس ایس کے سربراہ بالا صاحب دیوراس نے شہر کا دورہ کیا تھا۔ ستمبر میں میرٹھ میں "ایکاتما تا یگنا یاترا" کے اثرات کو محسوس کیے گئے۔ 19–21 ستمبر کو وی ایچ پی نے وارانسی (اتر پردیش) میں ایک میٹنگ کا اہتمام کیا، جولائی میں ہریدوار (اتراکھنڈ) میں ایک تربیتی کیمپ بھی منعقد کیا گیا۔

اس کے بعد وی ایچ پی کے رضا کار میرٹھ شہر پہنچے۔ فرقہ وارانہ فسادات کی شروعات ایک چھوٹے سے جھگڑے سے ہوئی، واقعہ یوں تھا کہ شاہ گھاسہ محلے میں ایک مسلم وکیل نے ایک زمین کے ٹکڑے پر قبضہ کر لیا تھا، اسی بنا پر شہری انتظامیہ اور ہندو تنظیموں نے یہ دعویٰ کر کے واقعہ میں فرقہ وارانہ جہت کا اضافہ کیا کہ متنازعہ جگہ پر ایک مندر کھڑا تھا۔ مسلم وکیل نے یہ کہہ کر اختلاف کو مزید ہوا دی کہ یہ درحقیقت ایک مزار کی جگہ تھی۔ 11 ستمبر تک کئی الگ تھلگ علاقوں میں ہلاکتیں ہوئیں۔ ضلعی انتظامیہ نے 14 ستمبر کو اس جگہ کو سیل کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہندو اکثریتی تاجروں اور بار ایسوسی ایشنز نے اس فیصلے کے خلاف احتجاج کے لیے 18 ستمبر کو ہڑتال کا اعلان کیا اور بالآخر جگہ کو سیل کر دیا گیا۔ لیکن 22 ستمبر کو سیل کو ہٹا لیا گیا، یہاں ضلعی انتظامیہ بیرونی دباؤ کے سامنے جھک گئی۔ اگلے دن بی جے پی اور انڈین پیپلز پارٹی کے اراکین نے متنازعہ جگہ پر فتح کے جلوس کی قیادت کی۔ 28 ستمبر کو مسلمانوں کے تہوار عید کے دن قصبے کے قاضی نے مہر ہٹانے کے خلاف احتجاج میں مسلمانوں کو سیاہ بیج لگانے کو کہا۔

دہلی کی جامع مسجد کے شاہی امام سید عبداللہ بخاری کی اشتعال انگیز تقریروں نے بھی جذبات کو ہوا دی۔ اس انتہائی فرقہ وارانہ ماحول میں صورتحال 30 ستمبر کو فرقہ وارانہ فسادات میں بدل گئی جو 2 اکتوبر تک جاری رہا۔ مسلم مخالف تشدد میں نچلی ذاتیں خاص طور پر شامل تھیں۔ پی اے سی کی خصوصی پولیس فورس نے بھی مسلمانوں کے قتل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ اب ہندوؤں کے تئیں محض جانبداری کا معاملہ نہیں رہا بلکہ پولیس کا حملہ تھا جس نے مسلمانوں کو براہ راست نشانہ بنایا۔ مجموعی طور پر پی اے سی

نے یکم اور 2 اکتوبر کو 42 افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ سب سے بدترین واقعہ فیروز بلڈنگ میں ایک غریب مسلم علاقے میں پیش آیا، جہاں 13 افراد (بعض ذرائع کے مطابق 29) پی اے سی کی گولیوں سے مارے گئے۔ ضلعی انتظامیہ نااہل اور ہندو مفادات کی طرف دار ثابت ہوئی۔ ریاستی سطح پر کانگریس کے وزیر اعلیٰ سرپت مشرا کو تشدد میں ملوث ضلعی پولیس افسران کو فوری طور پر ہٹا کر کارروائی کرنی چاہیے تھی، لیکن ان کی انتظامیہ غیر موثر اور کام کرنے میں سست ثابت ہوئی۔

(Chishti, 1982 (India Today, 31/10/1982: 24–29)(Sunday, 03/04/1983: 21) (Engineer, 1984b: 275–279); (Engineer, 1987c) (Ghosh, 1987: 216–220) (Brass, 2004) (Brass, 2006: 66; 91–94)

1982ء 22–30 اکتوبر: بڑودہ (گجرات) آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق) 85٪ ہندو، 11٪ مسلمان گجرات کے وزیر اعلیٰ: مادھو سنگھ سولنکی، پارٹی کانگریس، جون 1980 تا اگست 1985 فرقہ وارانہ طور پر حساس شہر بڑودہ گجرات میں تشدد ہوا۔ کشیدگی ستمبر 1981 میں شروع ہوئی جب چھوٹے پیمانے پر ہونے والے فسادات میں نو افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، اس وقت سے لوگ اکتوبر 1982 تک فرقہ وارانہ ماحول کے خوف میں رہے اور پھر بڑی جھڑپیں شروع ہوگئیں، فسادات کی بنیادی وجہ شراب کے ناجائز کاروبار میں مسلمانوں اور کہاروں (ایک ہندو نچلی برادری) کے درمیان ہمیشہ سے جاری معاشی دشمنی تھی۔ اس کے علاوہ 1982 میں "دسہرہ" اور محرم ایک ساتھ ہوا، جس سے دونوں برادریوں میں مزید دشمنی ہوئی۔ 22 اکتوبر کو ناواپورہ کوارٹر میں ایک نوجوان کی چاقو کے وار سے موت نے فسادات کو جنم دیا۔ ایک ہی گلی میں نکلنے والے ہندو اور مسلم جلوسوں میں تصادم ہوا۔ پولیس کو فائرنگ کرنی پڑی اور کرفیو لگا دیا گیا۔

27 اکتوبر کو تشدد کا ایک تازہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب ایک تعزیہ جلوس ایک ہندو علاقے سے گزر رہا تھا، جس میں دو مسلمانوں کی لاشیں برآمد ہوئیں۔ ماحول کی کشیدگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور کچھ پولیس افسران کے ساتھ اپنے قریبی روابط پر بھروسہ کرتے ہوئے شراب کی صنعت سے تعلق رکھنے والے ہندو جرائم پیشہ عناصر نے مسلمانوں کی دکانوں میں توڑ پھوڑ کی۔ 29 اکتوبر کو ایک ہندو کو چُھرا گھونپنے سے بھی مسلم علاقوں میں پرتشدد پولیس کارروائیاں ہوئیں۔ دھڑے بندیوں میں مصروف کانگریس کی ریاستی انتظامیہ صورتحال سے نمٹنے میں ناکام ثابت ہوئی۔ وزیر اعلیٰ ایم سولنکی نے 6 نومبر تک بڑودہ کا دورہ نہیں کیا، پھر وزیر اعظم اندرا گاندھی نے ان سے ایسا کرنے کی درخواست کی۔ تشدد میں سات افراد ہلاک اور 55 زخمی ہوئے۔ 13 دسمبر کو ایک افواہ پھیلی کہ سٹی پولیس کمشنر (بی جے پی اور آر ایس ایس کے قریبی آدمی) کو ریاستی حکومت نے مسلم لیڈروں کے دباؤ کے جواب میں ہٹا دیا ہے، اس افواہ کے بعد طلبہ کے مظاہروں سے آتش زنی اور دکانوں میں لوٹ مار شروع ہوئی۔ بارہ افراد جاں بحق ہوئے۔

Engineer, 1982) (Ghosh, 1987: 171–174)

1983ء 7–9 ستمبر: حیدرآباد (آندھرا پردیش) 54٪ ہندو، 43٪ مسلمان آندھرا پردیش کے وزیر اعلیٰ: این ٹی راما راؤ، تیلگو دیشم پارٹی (ٹی ڈی پی)، جنوری 1983 تا اگست 1984 دو دنوں تک شہر حیدرآباد (آندھرا پردیش) ایک بار پھر سنگین فرقہ وارانہ تشدد سے لرز اٹھا۔ بی جے پی اور وی ایچ پی "گنیش چترتھی" کے موقع پر شہر میں فرقہ وارانہ تحریک کے لیے ذمہ دار تھے، 7 ستمبر کو ایک ذہنی طور پر معذور مسلمان نے مسجد سے نکلتے ہوئے ایک ہندو مندر پر پتھر پھینکا۔ 8 ستمبر کو آل وائن میٹل فیکٹری کے احاطے میں ایک مسجد کی بی جے پی ایم ایل اے، اے نریندر کی قیادت میں ٹریڈ یونین کے مزدوروں نے بے حرمتی کی، مسجد کے اندر ہندو بت نصب کیے گئے اور قرآن پاک کے نسخے وضو کے ٹینکوں میں پھینکے گئے۔

مجلس اتحاد المسلمین جس کی حمایت دیگر مسلم تنظیموں (مسلم لیگ، تعمیر ملت، جماعت اسلامی اور امارت ملت اسلامیہ) نے کی، بعد میں 9 ستمبر کو بند کا اعلان کیا گیا، اگرچہ تیلگو دیشم پارٹی (ٹی ڈی پی) کے چیف منسٹر این ٹی راما راؤ نے انہیں منتشر کرنے کی پوری کوشش کی، لیکن مقامی کانگریس (آئی)، جو مسلم حمایت حاصل کرنے کے لیے بے چین تھی، اس نے ایم آئی ایم کے قائدین کو اس بات پر راضی کیا۔ یہ بند کا مظاہرہ اس وقت تک پرامن رہا جب تک ایم آئی ایم کے رضا کاروں نے لوگوں کو شرکت کے لیے مجبور کرنا شروع نہیں کیا۔ ایک پولیس افسر نے گولی چلائی جس سے دو نوجوان مسلمان لڑکے مارے گئے، اس واقعہ کے بعد شہر کے کئی حصوں میں پُھر اگھونپنے کے الگ تھلگ واقعات ہونے لگے، لیکن ہجومی تشدد کے واقعات شاذ و نادر ہی ہوئے، انفرادی متاثرین حیدرآباد شہر کی تنگ گلیوں میں مارے گئے۔ شہری انتظامیہ کرفیو نافذ کرنے سے گریزاں تھی کیونکہ اس سے 10 ستمبر کو ہونے والے "گنیش تہوار" میں خلل پڑتا تھا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق تشدد کے نتیجے میں 45 جانیں گئیں۔ غیر سرکاری اندازوں کے مطابق ہلاکتوں کی اصل تعداد 70 اور زخمیوں کی تعداد 200 سے زیادہ رہی۔

(India Today, 15/10/1983: 8) (Radiance, 30/10–5/11/1983: 7) (Engineer, 1983) (Ghosh, 1987: 120)

1984ء 17–18 مئی: بمبئی اور بھیونڈی (مہاراشٹر) بمبئی 67٪ ہندو، 19٪ مسلمان بھیونڈی میں 44٪ ہندو، 51٪ مسلمان مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ: وسنت راؤ پاٹل، پارٹی کانگریس، فروری 1983 – جون 1985 بمبئی، بھیونڈی، تھانے، کلیان اور بھیندر (مہاراشٹر) میں فسادات ہوئے۔ ایک ساتھ، ان فسادات کو اکثر "بمبئی – بھیونڈی فسادات" کہا جاتا ہے۔ ان فسادات نے تاریخ ہند پر گہرے بدنما داغ چھوڑے۔ اس خطے میں اپریل 1984 سے فرقہ وارانہ ماحول کشیدہ تھا، جب "شیو سینا" کے رہنما بال ٹھاکرے نے اپنے یوم پیدائش پر ایک متحدہ ہندو محاذ بنانے کا فیصلہ کیا، جسے "ہندو مہا سنگھ" کہا جاتا ہے۔ مہا سنگھ نے کئی تنظیموں کے اجتماع سے وجود پایا، مہا سنگھ کی ایک میٹنگ 21 اپریل کو بمبئی میں ہوئی تھی، جس کے دوران ٹھاکرے نے انتہائی اشتعال انگیز تقریریں کیں، جس میں مسلم کمیونٹی کو ایک کینسر بتایا اور کہا کہ اس کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ وسنت دادا پاٹل نے اس واقعہ پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اس کے بجائے اس نے "شیو جینتی" کے تہوار پر جلوس کو آگے بڑھنے کی اجازت دی۔

1970 کے بعد پہلی بار 13 مئی کو اردو اخبار "اخبار عالم" نے بال ٹھاکرے کی تقریر کو توڑ مروڑ کر پیش کیا، اس طرح یہ افواہ پھیلائی کہ انہوں نے پیغمبر اسلام کی توہین کی ہے، مسلمانوں نے مظاہرے کئے۔ اس کے جواب میں شیو سینا نے 16 مئی کو بمبئی کے مختلف علاقوں میں بند کی کال دی تھی۔ مسلمانوں نے 17 مئی کو سبز جھنڈے لہرا کر اور "شیو سینا" کے بھگوا جھنڈوں کو ہٹا کر جوابی ردعمل کا اظہار کیا۔ بھیونڈی میں تشدد پھوٹ پڑا، جو کلیان، تھانے اور بمبئی تک پھیل گیا۔ بھیونڈی کے مضافات میں دیہات کے لوگوں نے حملہ کر دیا۔ مٹی کے تیل سے مسلح ہجوم نے شہر کے کچھ حصوں کو تباہ کر دیا، 19 مئی کو ایک امیر مسلمان تاجر کے فارم میں پناہ لینے والے ستائیس افراد کو تقریباً ایک ہزار لوگوں کے ہجوم نے زندہ جلا دیا۔ پولیس نے مداخلت نہیں کی۔ یہ ہجوم کے تشدد کا اچانک پھوٹنا نہیں تھا: یہ قتل اچھی طرح سے مسلح ہندو تو اکارکنوں اور غنڈوں کے ذریعے کیے گئے۔

کچھ رپورٹس کے مطابق کل مرنے والوں کی تعداد 278 تھی۔ اس کے علاوہ 1,115 لوگ زخمی ہوئے اور 70 کروڑ (70,000,000 روپے ویسٹرن نوٹیشن میں) اور 65 لاکھ (مغربی نوٹیشن میں 6,500,000 روپے) کی املاک تباہ ہوگئیں، اصغر علی انجینئر کی سربراہی میں کی گئی انکوائری میں بھیونڈی میں 500 اموات (400 مسلمان، 100 ہندو) 104 تھانے اور بھایندر کی صنعتی بستی میں 6 کی اطلاع دی گئی۔ ہلاک ہونے والوں کی بڑی تعداد کا تعلق آبادی کے غریب ترین طبقات سے تھا۔

(The Times of India, 3/06/1984) (India Today, 15/06/1984) (Engineer, 1984c: 29; 160–163); (Ghosh, 1987: 202–205) (Saksena, 1990: 184–187)(Engineer, 1992d)

1984ء جولائی اور ستمبر: حیدرآباد (آندھرا پردیش) آبادی کی مذہبی ساخت (2001 کی مردم شماری کے مطابق) 54 : ٪ ہندو، 43٪ مسلمان وزیر اعلیٰ آندھرا پردیش: این ٹی۔ راماراؤ، تیلگو دیشم پارٹی، جنوری 1983 تا اگست 1984 این بھاسکر راؤ، کانگریس (I) اگست 1984–16 ستمبر 1984 شہر حیدرآباد (آندھرا پردیش) میں ایک بار پھر فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے جو کہ زیادہ سے زیادہ حساس ہوتا جا رہا تھا، جولائی کو مغل پورہ کے مسلم اکثریتی علاقے میں کالی پوجا کرنے والوں کے ایک ہندو جلوس پر پتھراؤ کیا گیا، اس کے بعد ہونے والے جھگڑے میں ایک شخص کی موت ہو گئی۔ 29 جولائی کو نوجوانوں کے ایک گروپ نے ایک پولیس اسٹیشن پر حملہ کیا اور راہگیروں پر چاقو سے حملہ کیا۔ اس کے بعد شہر کے پانچ دیگر حصوں میں فسادات پھوٹ پڑے۔

پندرہ افراد نے اپنی جانیں گنوائیں، ستمبر میں مزید فسادات ہوئے، خاص طور پر 9 ستمبر کو جب پرانے شہر سے گزرنے والے "گنیش جلوس" میں شامل افراد نے مسلمانوں کی دکانوں پر حملہ کیا اور آگ لگا دی، چاقو مارنے کے واقعات جوابی کارروائی میں پیش آئے جس سے مرنے والوں کی تعداد بیس ہو گئی۔

(India Today, 31/08/1984) (Ghosh, 1987: 123)

1984ء 31 اکتوبر تا نومبر: 4 دہلی میں 81٪ ہندو، 12٪ مسلمان، 4٪ سکھ دہلی کے وزیر اعلیٰ: کوئی نہیں، دہلی اس وقت مرکز کے زیر انتظام علاقہ تھا، ریاست نہیں، وزیر اعظم اندرا گاندھی کے ان کے سکھ محافظوں کے ہاتھوں قتل کے بعد دہلی میں سکھ مخالف فسادات ہوئے، جس میں 2,733 جانیں گئیں۔ (مزید تفصیلات کے لیے، لیونل بایکساس [2009] کی طرف سے "کیس سٹڈی آن دی سکھ مخالف قتلِ عام پر اکتوبر 31 تا 4 نومبر 1984، نئی دہلی" دیکھیں۔) تشدد کے اس واقعہ نے مسلم کمیونٹی پر بھی اپنے نشانات چھوڑے، جیسا کہ ہر فساد میں اسی طرح نشانہ بنائے جانے کا اندیشہ رہتا ہے، دسمبر 1984 کے انتخابات سے پہلے کے مختصر عرصے کے دوران بہت تیزی سے ہندو نواز پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ نوٹ: ان شاء اللہ سکھ فسادات پر ایک مضمون الگ سے قلم بند کرنے کا ارادہ ہے۔

(Graff, 1987: 441)

1985ء مارچ 18–25؛ اپریل 15–1986 29ء 9–14 جولائی: احمد آباد (گجرات) 81٪ ہندو، 14٪ مسلمان گجرات کے وزیر اعلیٰ: مادھو سنگھ سولنکی، پارٹی کانگریس، جون 1980–اگست 1985، امرسنگھ چودھری، کانگریس پارٹی، اگست 1985–دسمبر 1989 احمد آباد (گجرات) شہر میں فرقہ وارانہ فسادات کا ایک سلسلہ شروع ہوا، جس میں 200 سے زیادہ جانیں گئیں، فروری میں احمد آباد کو جس تشدد نے اپنی لپیٹ میں لے لیا وہ پہلے تو فرقہ وارانہ نوعیت کا نہیں تھا: اس کا تعلق اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے "ریزرویشن" مخالف مظاہروں سے تھا جو عوام میں پسماندہ طبقات کے لیے کوٹے کے نفاذ کے خلاف تھا، 18 مارچ کو فرقہ وارانہ فسادات نے اس وقت جنم لیا جب بند کی کال کے جواب میں مسلمان دکانداروں نے اپنی دکانیں بند کرنے سے انکار کر دیا، اپریل میں ایک پولیس ہیڈ کانسٹیبل کی موت کا بدلہ لینے والے پولیس اہلکاروں نے فسادیوں کو مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگانے میں مدد کی۔

22/ اپریل کو پولیس نے اخبار گجرات سماچار (جو ان کی سرگرمیوں پر تنقید کرتا تھا) کے دفتر کو جلا دیا، پولیس کی فائرنگ سے بیس مسلمان مارے گئے۔ اندرانگر کی غریب کچی آبادی پر 22 اپریل کو مسلح اعلیٰ ذات کے ہندو ہجوم نے پولیس کی ملی بھگت سے حملہ کیا، غیر سرکاری طور پر مرنے والوں کی تعداد ایک سو تک پہنچ گئی۔ اس طرح اس فساد کا اختتام بھی مسلمانوں کے خون سے ہوا۔ع

برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

احوال وطن

1985 کے مشکل بھرے سال کے بعد 9 جولائی 1986 کو ایک بار پھر ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے۔ "شاہ بانو تنازعہ" نے ماحول کو فرقہ وارانہ خطوط پر پھیلا دیا تھا۔ معاملات 9 جولائی کو شروع ہوئے جب مسلمانوں کے گھروں سے مبینہ طور پر "رتھ یاترا" پر پتھر پھینکے گئے۔ پریڈ کے شرکا لاٹھیوں ترشول اور مٹی کے تیل سے لیس تھے اور مسلم مخالف نعرے لگا رہے تھے، اس فساد میں 59 جانیں گئیں۔

(Engineer, 1985a) (Engineer, 1985b) (S. Patel, 1985) (Engineer, 1986) (Ghosh, 1987: 163–164; 265) (Saksena, 1990: 96); (Varshney and Wilkinson, 2004, database) (Rajeshwari, 2004)

1987ء 18–23 مئی: میرٹھ (اتر پردیش) 61٪ ہندو، 36٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: بیر بہادر سنگھ، پارٹی کانگریس ستمبر 1985 – جون 1988 میرٹھ (اتر پردیش) شہر مرادنگر اور ملیانہ کے قریبی علاقے ایک بار پھر خوفناک تشدد کی زد میں آ گئے، پچیس سال گزرنے کے بعد بھی ان ہولناکیوں کی یاد اب بھی بہت واضح ہے۔ (اب 37 سال ہو چکے ہیں) میرٹھ، 14 فروری 1986 کو ایودھیا (اتر پردیش) میں بابری مسجد کو سیل کرنے کے بعد تالے کھولنے کے خلاف مسلمانوں نے شہر میں سیاہ پرچم لہرائے، انہوں نے ہندوؤں کی دکانوں کو آگ لگا دی، جس سے چھوٹے پیمانے پر فساد ہوا، 30 مارچ 1987ء کو میرٹھ کے مسلمانوں کی بڑی تعداد نے دہلی میں بابری مسجد ایکشن کمیٹی (BMAC) کی جانب سے منعقدہ ایک ریلی میں شرکت کی، جہاں شاہی امام سید عبداللہ بخاری نے اشتعال انگیز تقریریں کیں، 14 اپریل کو مسلمانوں کے تہوار کے دوران فسادات پھوٹ پڑے، شب برات کو دس جانیں گئیں، 16 مئی کو ایک عام زمین کے تنازعہ کے دوران ایک ہندو کے قتل نے فسادات میں مزید اضافہ کیا۔ ہاشم پورہ مسلم اکثریتی محلے میں 18 مئی کو اس وقت تشدد بھڑک اٹھا جب ایک مسلمان کے نام سے منسوب اسٹینڈ کو آگ لگا دی گئی۔

مسلمانوں نے جوابی کارروائی میں ایک ہندو کی دکان پر حملہ کر دیا اور اس کے مالک کو چاقو مار کر ہلاک کر دیا، اس کے بعد پولیس اور پی اے سی نے لوگوں کو گرفتار کرنے کے لیے علاقے کو گھیرے میں لے لیا۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا اور مسلمان افطار کر رہے تھے۔ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے نشر ہونے والی اپیلوں کے بعد انہوں نے پولیس پر پتھراؤ کیا۔ اس کے بعد ہونے والی پرتشدد اور اندھا دھند گرفتاریوں نے مسلم کمیونٹی کو مشتعل کر دیا، جس کی بنا پر ہندوؤں پر حملے شروع ہوے، پیلوکھڑی کی فیکٹریوں میں دس سے بارہ افراد (ہندو اور مسلمانوں) کو زندہ جلا دیا گیا، 19 مئی کو کرفیو لگا دیا گیا، ہندو کارکنوں نے پی اے سی کی مدد سے شہر کے کچھ حصوں کو لوٹا اور جلایا، غریب پس منظر کے بہت سے مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا، خاص طور پر شاستری نگر کے علاقے میں جہاں 33 افراد (یا رہائشیوں کے مطابق 100 سے زیادہ) مارے گئے۔ مرادنگر۔ 22 مئی کو ہاشم پورہ کے علاقے میں تقریباً سو مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا تھا جنہیں ٹرکوں میں مرادنگر علاقے میں گنگا نہر پر لے جایا گیا تھا۔

انہیں پی اے سی نے ایک ایک کر کے گولی مار دی، اگرچہ پولیس نے واقعے کی تردید کی ہے لیکن کئی لاشیں نہر میں تیرتی ہوئی دیکھی گئیں۔ کچھ زندہ بچ جانے والوں کا الزام ہے کہ 100 سے زیادہ لوگ مارے گئے۔ ملیانہ۔ جب میرٹھ شہر معمول کی طرف لوٹ رہا تھا، 23 مئی کو میرٹھ سے چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ملیانہ گاؤں میں ایک اور بڑے پیمانے پر قتل ہوا، پی اے سی نے ہاشم پورہ معاملے میں چند افراد کی تلاش کے دوران مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر فائرنگ کی۔ گاؤں کے ہندو باشندوں بالخصوص دلتوں نے لوٹ مار اور جلانے میں حصہ لیا۔ کئی مسلمانوں کو ان کے گھروں میں زندہ جلا دیا گیا۔ ہلاکتوں کی تعداد اور ان واقعات کی وحشیانہ وارداتوں نے آزادی کے بعد ہندوستان پر بدنما نشان چھوڑے۔

گیان پرکاش کمیشن آف انکوائری رپورٹ (انجینئر

1988 میں نقل کیا گیا ہے) نے ثابت کیا کہ میرٹھ میں 117 لوگ مارے گئے تھے۔ انجینئر نے قریبی گاؤں ملیانہ میں 68 اور مرادنگر کے علاقے میں 40 اموات کی اطلاع بھی دی، جس سے ان واقعات کی کل ہلاکتوں کی تعداد 225 ہوگئی، لیکن اصل اعداد وشمار اس سے کہیں زیادہ ہوسکتے ہیں، شاید 400 کے قریب، بشمول ملیانہ اور اس کے آس پاس کی 180 اموات۔ مرادنگر میں 100۔ کچھ میڈیا رپورٹس کا خیال ہے کہ مرنے والوں کی تعداد چار عدد سے بھی زیادہ ہوسکتی ہے۔ (یعنی ہزار سے زائد)

(The Indian Express 27/05/1987) (India Today 15/06/1987) (Secular Democracy 07/1987) (Secular Democracy 07/1987) (Secular Democracy 12/1987) (Engineer 1987b)(Engineer 1988b)

1987ء 19–22 مئی: دہلی 81٪ ہندو، 12٪ مسلمان

دہلی کے وزیر اعلیٰ: کوئی نہیں، اس وقت دہلی کو مرکزی زیر انتظام علاقہ سمجھا جاتا تھا، ریاست نہیں، میرٹھ میں ہونے والے واقعات کے بارے میں افواہوں کے ایک سلسلے نے دہلی میں فرقہ وارانہ تشدد کو جنم دیا۔ 19 مئی کو ایک ہجوم نے حوزخز (یا حوض خاص) علاقے میں ایک مسجد کے امام کو قتل کر دیا۔ کرفیو نافذ کیا گیا لیکن 22 مئی کو دوبارہ نرمی کی گئی تاکہ مسلمان رمضان کے آخری دن نماز ادا کرسکیں۔ ظہر کی نماز کے بعد تشدد کا ایک نیا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب جامع مسجد اور فتح پوری مسجد کے ہجوم نے ہنگامہ آرائی کی۔ میڈیا نے آٹھ ہلاکتوں کی اطلاع دی۔ دیگر رپورٹس میں مرنے والوں کی تعداد 15 بتائی گئی ہے جن میں سے 12 پولیس کی فائرنگ میں مارے گئے۔ اس کے بعد میرٹھ اور دہلی کے درمیان سرحد کو سیل کر دیا گیا۔

The Illustrated Weekly 07/06/1987)(Secular Democracy 07/1987) (Engineer 1987a), (Engineer 1987c: 65–108)

1988ء 17–20 مئی: اورنگ آباد (مہاراشٹر) 52٪ ہندو، 29٪ مسلمان مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ: شنکر راؤ چوہان، کانگریس پارٹی، مارچ 1986 – جون 1988 اورنگ آباد (مہاراشٹر) شہر اور آس پاس کے دیہات میں میونسپل کارپوریشن کے انتخابات ہونے کے بعد فسادات پھوٹ پڑے۔ شیوسینا کے لیڈر بال ٹھاکرے نے اپنی تنظیم کی جیت کو یقینی بنانے کے لیے قصبے میں ایک ریلی نکالی تھی۔ لیکن کانگریس، مسلم لیگ اور دلتوں کے درمیان اتحاد نے کانگریس امیدوار کو فتح سے ہمکنار کیا، شیوسینا کے کارپوریٹروں نے انتخابات کے نتائج کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی، 16/ مئی کو عدالت کی سماعت کے دن عید سے ایک روز قبل ایک بڑا ہجوم عدالت کے سامنے جمع ہوا۔ شیوسینا کے ایک ہجوم نے شہر کے کچھ حصوں کو لوٹنا اور جلانا شروع کر دیا۔ مسلمانوں نے بھی جوابی کارروائی کی۔ اخباری رپورٹوں کے مطابق مجموعی طور پر فسادات میں 26 افراد ہلاک ہوئے۔ پٹھان اور "بڈکن" کے دیہاتوں میں بھی تشدد دیکھا گیا۔ پٹھان میں چاقو مارنے کے واقعات میں سات افراد ہلاک اور بڈکن میں ایک شخص کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ 20 مئی کو قریبی قصبہ "جالنا" میں بھی دو افراد مارے گئے جب شیوسینا نے ایک مسجد کے قریب اپنا جھنڈا لہرانے کی کوشش کی۔

(The Times of India 27/05/1988) (India Today 15/06/1988) (Engineer 1988a)

1988ء اکتوبر 8–11: مظفر نگر (اتر پردیش) 58٪ ہندو، 40٪ مسلمان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ: نارائن دت تیواری، کانگریس پارٹی، جون 1988 تا دسمبر 1989 مظفر نگر (اتر پردیش) کے قصبے میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ 8 اکتوبر کو ہندو فرقہ پرست تنظیموں نے 14 اکتوبر کو بابری مسجد ایکشن کمیٹی کی طرف سے ایک ریلی کا مقابلہ کرنے کے لیے عام ہڑتال کا انعقاد کیا۔ کچھ مسلمان دکانداروں نے اپنی دکانیں بند کرنے سے انکار کر دیا، اسی بات پر تشدد شروع ہوا، ایک مسلمان پر وار کیا گیا اور پجرء ہندوؤں کی دکانیں جلادی گئیں، 11/ اکتوبر بقیہ ص ۳۷/ پر

از: سید خادم رسول عینی*

استقامت فی الدین

تمہاری زیست پہ نازاں ہو استقامت خود
سدا عقیدۂ اسلامیہ بحال رہے
[سید عینی]

سورۂ طٰہٰ کی ۷۲ ویں آیت ہے:

''قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔ ترجمہ: انہوں نے کہا: ہم ان روشن دلیلوں پر ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے جو ہمارے پاس آئی ہیں۔ ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم! تُو جو کرنے والا ہے کرلے، تو اس دنیا کی زندگی میں ہی تو کرے گا۔'' (کنزالایمان)

اس آیت میں استقامت فی الدین کی روشن مثال ہے، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا معجزہ دکھایا اور ان کے مبارک عصا نے اژدہا بن کر جادوگروں کے سارے سانپوں کو نگل ڈالا، تب سارے جادوگروں نے اسلام قبول کرلیا اور موسیٰ علیہ السلام کے دست حق پرست پر سب کے سب ایمان لے آئے یہ دیکھ کر فرعون آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے ان جادوگروں کو جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دی، لیکن جادوگروں نے اسلام پر ایمان لے آنے کے بعد استقامت فی الدین کا مظاہرہ کیا اور دین سے نہیں ہٹے، بلکہ بانگ دہل فرعون سے یہ کہا:

ہم ان روشن دلیلوں پر ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے جو ہمارے پاس آئی ہیں، ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم! تُو جو کرنے والا ہے کرلے، تو اس دنیا کی زندگی میں ہی تو کرے گا۔

ان مسلمانوں پر فرعون کی دھمکی کا، کوئی اثر نہیں ہوا، وہ لوگ اسلام و ایمان پر ثابت قدم رہے، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ ایمان صادق کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت پاؤں نہیں جما سکتی، ان مسلمانوں کے کہنے کا ماحصل یہ تھا کہ ایک مومن کی زندگی کا اصل مقصد آخرت کی کامیابی ہے۔

استقامت فی الدین کے موضوع پر قرآن مجید میں کئی آیتیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں استقامت فی الدین کی کس قدر اہمیت ہے، جس مسلمان کے دل میں ایمان مستحکم رہے گا، وہ یقیناً استقامت فی الدین کا مظاہرہ کرے گا اور اپنے دین سے کبھی بھی وہ دستبردار نہیں ہوگا، خواہ اسے مال کی لالچ دی جائے یا دنیا کی آسائشوں سے اسے مالا مال کر دیا جائے یا اس کی جان جانے کا بھی خطرہ ہو، سورۂ احقاف کی تیرھویں آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ ترجمہ: بے شک جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے تو نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' (کنزالایمان)

جو لوگ استقامت فی الدین کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کی جزا کا بیان اس آیت میں ہے جو لوگ آخر دم تک شریعت پر قائم رہے، ان پر قیامت میں نہ خوف ہے نہ ان کو موت کا غم ہے، بلکہ ان کے لیے یہ خوش خبری دی گئی ہے کہ وہ جنت والے ہیں اور جنت میں ہمیشہ رہیں گے، آخر دم تک شریعت پر قائم رہنا کیا آسان ہے؟ کیا ہم نے دور حاضر میں لوگوں کو مال و دولت کے حرص میں اور مار یا موت کے ڈر سے شریعت مطہرہ سے ہٹتے ہوئے نہیں دیکھا؟ بے شک ہم نے ان چیزوں کا مشاہدہ کیا ہے۔

مثال کے طور پر آسٹریلیا ہی لے لیجیے، کچھ لوگ جب ایسے سچویشن کا سامنا کرتے ہیں کہ ان کو آسٹریلیا کی سٹیزن شپ ملنے میں دشواری ہو رہی ہے اور اگر وہ دین اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت

اختیار کرلیں، یالادینیت کی طرف مائل ہوجائیں توسٹیزن شپ مل جائے گی تو وہ آخرت کی کامیابی کو پس پشت ڈال کر اسلام و ایمان کو چھوڑ کر لادینیت یا عیسائیت اختیار کر کے اپنی دنیا (جو چندروزہ ہے) اسے چمکانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل میں ایمان صادق کی کمی ہے اور ایک بہت بڑی کمزوری کے سبب اس قسم کی گمراہیت کے شکار ہوتے ہیں۔

اس قسم کی گمراہیت آسٹریلیا و یوروپ میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہے، افسوس کہ یہ مرض کورونا کی طرح ہندوستان میں داخل ہوگیا ہے، ان دنوں یہ سننے میں آتا ہے کہ مختلف قسم کی لالچ میں پڑ کر ہندوستان کے چند مسلمان مذہب تبدیل کررہے ہیں، اگر ہندوستان کے چند مسلمان لالچ میں آکر مرتد ہورہے ہیں تو یقیناً یہ ان کے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے، وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم نہیں رہ سکے، اس کی وجہ ان کے اندر علم دین کی کمی ہے۔

اس لیے حدیث میں ہے کہ العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة۔ یعنی ہر مسلمان مرد وعورت پر علم دین کا حاصل کرنا فرض ہے، مسلموں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن پڑھیں اور سمجھ کے پڑھیں تا کہ اس قسم کی سچویشن ان کی زندگی میں جب آئے تو وہ بھٹکیں نہیں بلکہ دین پر ثابت قدم رہیں اور استقامت فی الدین کا مظاہرہ کریں اور اپنی آخرت کو کامیاب بنائیں۔

اسلام کی تاریخ میں کئی بزرگوں کا واقعہ ہم نے پڑھا ہے، جنھوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی استقامت فی الدین کا مظاہرہ کیا اور پچھلوں کے لیے روشن مثالیں چھوڑ گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مثال ہی دیکھ لیں، اگر آپ امیہ بن خلف کی بات مانتے ہوئے اسلام کو ترک کردیتے، لات وعزیٰ کی پوجا کرتے، فلسفۂ توحید پر ایمان نہیں رکھتے تو آپ کو کسی بھی طرح کے ظلم وستم کا سامنا کرنا نہ پڑتا، لیکن آپ نے ساری تکلیفیں برداشت کر کے استقامت فی الدین کا مظاہرہ فرمایا اور دین اسلام پر ڈٹے رہے اور دین ودنیا میں حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بن کر چمکے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کے اصولوں کو زندہ رکھنے کے لئے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور اپنے جان ومال کی پروا کیے بغیر آپ نے استقامت فی الدین کا بہترین مظاہرہ کیا، آپ ثابت قدم رہے اور آپ نے اپنے نانا کی شریعت کی بقا کی خاطر اپنی جان بھی قربان کردی۔

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے معتزلہ کے باطل عقائد کو نہیں مانا، آپ اپنے موقف پر قائم رہے اور اس دور کے بادشاہان وقت کے مظالم سہے، قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں، کوڑے کھائے، لیکن قرآن کو خدا کا مخلوق ماننے سے انکار کردیا اور مسلک اہل سنت پر قائم رہے، آپ ہر صورت میں یہ کہتے رہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، جس نے اللہ کے کلام کو مخلوق کہا، اس نے کفر کیا، حضرت امام احمد بن حنبل کی زندگی استقامت فی الدین کی ایک روشن مثال ہے۔

حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر کیا، جس کی پاداش پر انگریزی حکومت نے آپ کو دھمکی دی کہ اگر آپ یہ فتویٰ واپس نہیں لیں گے تو ہم آپ کو سولی پر چڑھادیں گے، حضرت علامہ فضل حق نے استقامت فی الدین کا مظاہرہ فرمایا، انڈمان نیکوبر میں کالا پانی کی سزا گوارا کرلی لیکن اپنا فتویٰ واپس نہیں لیا، سنت امام حسین رضی اللہ عنہ پر عمل کرتے ہوئے علامہ نے اپنی جان قربان کردی، لیکن باطل کے سامنے اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے: ؎

استقامت کا تقاضہ ہے اے ایماں والو
پاؤں جل جائیں مگر آگ پہ چلتے رہنا

ص ۳۵ کا بقیہ.....

کو ایک امن کمیٹی جو بنیادی طور پر مسلمانوں پر مشتمل تھی اس نے قصبے میں ایک مظاہرے کا اہتمام کیا، اس کی ملاقات شیوسینا کے ہجوم سے ہوئی، دونوں ہجوم ملنے سے فساد پھر شروع ہوا، سرکاری اعداد وشمار کے مطابق 35 افراد جن میں بنیادی طور پر غریب رکشہ چلانے والے تھے مارے گئے، بعض اعداد وشمار کے مطابق مرنے والے مسلمانوں کی کل تعداد 60 اور 27 متاثرین ہندو تھے، یوں ہلاکتوں کی کل تعداد 87 ہوگئی۔ (Engineer 1989d)

.....جاری

از: صدام حسین پرواز*

نہ ہوتا در محمد کا تو دیوانے کہاں جاتے؟

اسلامیات

ہندوستان کے شہر انبالہ میں پیدا ہو کر پاکستان کے لاہور میں آسودۂ خاک ہو جانے والے درویش صفت شاعر جناب ساغر صدیقی کا مذکورہ نعتیہ مصرع بلکہ پورا شعر میں جب بھی پڑھتا ہوں تا دیر سر دھنتا رہتا ہوں۔ موصوف کے اس شعر میں بلا کی کشش اور جاذبیت ہے، اس سے پہلے کہ بات آگے بڑھے مکمل شعر آپ بھی دیکھ لیجیے:۔

نہ ہوتا در محمد کا تو دیوانے کہاں جاتے
خدا سے اپنے دل کی بات منوانے کہاں جاتے

کائناتِ ہست و بود کی ہر شئے کسی نہ کسی پر ڈپنڈنٹ ہے، انسان بھی اسی قبیل سے ہے، بنی نوع انسان اپنے آپ میں کامل اور اشرف المخلوقات جیسے معزز اور پر وقار لقب سے ملقب ہونے کے باوجود دوسروں پر انحصار رکھتا ہے، اب چاہے یہ انحصار پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے ہو یا روح کی بھوک مٹانے کے لیے، ذہنی سکون کے لیے ہو یا دلی اطمینان کے لیے، دنیوی فائدے کے لیے ہو یا اخروی کامیابی و سرخروئی کے لیے۔

الغرض انسان کا ہر محاذ پر ایک دوسرے پر منحصر ہونا دیکھا گیا ہے، ہر انسان کو ایک ایسے در، چوکھٹ یا آستانے کی تلاش و ضرورت ہوتی ہے جہاں بوقت حاجت وہ اپنی پیشانی رکھ کر خود کو محفوظ سمجھے اور محسوس کرے کہ اس ظالم دنیا میں اسے ایک بہتر اور مضبوط پناہ گاہ میسر ہے۔

ربیع الاوّل کا مبارک مہینہ اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ فگن ہو چکا ہے، یہ الگ بحث ہے کہ ماہِ رمضان زیادہ فضیلت رکھتا ہے یا ربیع الاوّل؟ خیر ''ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے'' کہ مصداق ہمیں ربیع الاوّل کا مہینہ تمام مہینوں سے افضل و برتر معلوم ہوتا ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد جس مہینے میں ہوئی، علماو عشّاق کے مطابق اس سے بہتر مہینے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، بے شک رمضان المبارک میں قرآن اتارا گیا مگر یہ بھی تو دیکھنا ہوگا کہ قرآن مجید کس پہ اترا، وہ ذات کون سی تھی جو حامل قرآن بنی؟ وہ قرآن جسے مضبوط سے مضبوط تر پہاڑ پر اتارا جاتا تو شدت ثقل سے ریزہ ریزہ ہو جاتا، اس لیے اعتراف کرنا ہوگا کہ اوّل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث کیا گیا، پھر ان میں حمل قرآن کی صفات پیدا کی گئیں اور یوں ورودِ قرآن کا راستہ ہموار ہوا، مطلب حضور آئے تو قرآن آ سکا، دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ قرآن کا نزول خود ذات مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشگی موجودگی کا محتاج ہے، اب میں افضلیت شہورِ قرآن و صاحب قرآن کا فیصلہ آپ پہ چھوڑتا ہوں۔

ماہِ ربیع الاوّل جسے اہل ذوق ربیع النور سے بھی تعبیر کرتے ہیں کی بارہ تاریخ کو نبی آخر الزماں، شہنشاہِ کون و مکاں کی ولادت باسعادت عمل میں آئی، یاد رکھیں کہ یہ ولادت ظاہری تھی ورنہ ''اوّل ما خلق اللہ نوری'' کے مطابق حضور تخلیق خداوندی کی فہرست میں سب سے اوّل مقام پر فائز ہیں، یعنی شاعر مشرق کی زبان میں ''وہی اوّل وہی آخر.....'' کا حیرت انگیز اور ولولہ خیز معاملہ ہے، یہ خیال ہرگز نہ گزرے کہ سرکار کی شانِ اوّلیت محض نام برابر ہے بلکہ حضور اس شان میں بھی اتنی ہی اہمیت کے حامل رہے ہیں جتنا کہ حیات ظاہری میں۔

نمونۃً حضرت آدم علیہ السلام کی قبولیت توبہ کا واقعہ دیکھ لیں جس کا انحصار درودِ مصطفیٰ پر تھا، سبحان اللہ! اب جبکہ حضرت آدم علیہ السلام جو نہ صرف تمام انسانوں کے بابا ہیں بلکہ بہ مناسبت بعثتِ ظاہری خدائے تعالیٰ کے اوّل پیغمبر بھی ہیں، کو اپنی توبہ کی

قبولیت کے لیے حضور کے دامن کا سہارا لینا پڑا تو پھر باقیوں کا شمار ہی کیا، پتہ چلا کہ انبیائے کرام ورسولان عظام کے بشمول کائناتِ انسانیت کے تمام افراد کو اپنی حاجات کی برآری کے لیے درِ حبیب کبریا کی غلامی شرط ہے کیوں کہ یہ وہ در ہے جس کی غلامی اللہ کے مقرب فرشتے بھی ہمہ وقت کرتے نظر آتے ہیں۔

بعثتِ مصطفوی کے مبارک موقع پر زمین جس طریقے سے سبزہ زار ہوگئی، پیڑ پودوں نے پھول پیش کیے، درخت ثمر بار ہو گئے، جانوروں کے تھن دودھ سے بھر گئے اور پتھروں پہاڑوں نے سلامی پیش کی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ولادت محمدی کی خوشی نہ فقط انس وجن اور حور وغلمان تک محدود ہے بلکہ روئے زمین پہ موجود ہزار ہا اقسام کے چرند و پرند حتی کہ نباتات و جمادات پر بھی محیط ہے، سب کو پتہ تھا کہ ہمارا ماوی وملجا آ رہا ہے، سب جانتے تھے کہ آنے والا غریبوں کا فریادرس اور بے سہاروں کا سہارا بننے والا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اونٹ نے آپ سے فریاد کی، کھجور کا تنا جسے آپ بطور منبر استعمال کرتے تھے، آپ کی جدائی کے غم میں پھوٹ پھوٹ کے رویا، پھر گناہوں میں لت پت انسانیت کے لیے تو آپ کی آمد ایک مژدۂ جانفزا سے کم نہ تھی، یوں لگا جیسے لق ودق صحرا میں اسے یکایک نخلستان نظر آ گیا ہو، بلاشبہ آپ کی چادرِ رحمت کروڑ ہا انسانوں کو اپنے اندر سمو لینے کے لیے کافی تھی، اسی لیے خدائے پاک نے زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے اور سیارے بنائے تو احسان نہیں جتلایا مگر جب اپنے محبوب کو بھیجا تو فرمایا کہ ہم نے تم پر احسان کیا ہے۔

آپ کے چاہنے والوں کے لیے آپ کی آمد وبعثت لازمی بھی تھی کیوں کہ ان کے لیے ان کی منزل کا تعین ضروری تھا، خوش نصیبی کے اوج پر تھے وہ مبارک نفوس! جنہوں نے آپ کی حیات ظاہری میں آپ کے جمالِ جہاں آرا کا بے نقاب دیدار کیا اور خوب خوب سیراب ہوئے۔ مگر آج کے عشاق بھی کچھ کم نصیب والے نہیں ہیں کہ آپ کا مبارک روضہ دیکھ آتے ہیں اور دردِ دل بیان کر کے اپنا غم ہلکا کر لیتے ہیں۔

بلفظ دگر دنیا بھر کے دیوانگانِ مصطفیٰ کے لیے آپ کے روضے کی صورت میں تسکینِ قلب وروح کا سامان حاصل ہے، پھر ''من زار قبری وجبت له شفاعتی'' کے تناظر میں بروز قیامت خدا کے حضور جو شفاعت وجو بانصیب ہونے والی ہے، وہ اس پہ مستزاد سعادت ہے۔

ذرا سوچیں کہ اگر بالفرض آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت نہیں ہوئی ہوتی اور حیات ظاہری کے بعد آپ پردہ نہ فرماتے تو ظاہر ہے بقول غالب ''نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا'' کے مصداق یہ دھرتی آپ کے روضے کے اعزاز اور برکتوں سے محروم رہتی، اگر واقعی ایسا ہوتا تو آفاقِ عالم میں پھیلے آپ کے ان کروڑ ہا دیوانوں اور مستانوں کا کیا بنتا؟ اور ''من زار قبری وجبت له شفاعتی'' کی خوش بختی کسے نصیب ہو پاتی؟

ان مفروضات پر غور کریں تو محسوس ہوگا کہ خدا نے اپنے محبوب کو ہمارے بیچ بھیج کر واقعی بہت بڑا احسان کیا ہے، الغرض جب یہ بات طے ہو چکی کہ کائنات کا ذرہ ذرہ درِ مصطفیٰ کا محتاج ہے تو اُن کی آمد کے سنہرے اور حسین موقع پہ مسرور وشادماں ہونا ہر کسی کے لیے نہ فقط فطری بلکہ لازمی چیز ہے۔

مضمون کی ابتدا میں میں نے کہا کہ جناب ساغرؔ صدیقی کے بطور عنوان چنے گئے شعر پہ سر دھنتا ہوں مگر اب یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ میں جناب ساغرؔ کے شعر پہ سر نہیں دھنتا بلکہ اُس میں مذکور ہستی کی عظمت ورفعت، جاہ وحشمت اور علوشان ومرتبت پر سر دھنتا ہوں اس لیے کہ کوئی بھی شعر چاہے جتنا بھی عمدہ ہو جب تک اس کے اندر کا بیان کردہ مضمون اعلیٰ نہ ہو شعر لائق تحسین نہیں ہو سکتا اور مذکورہ شعر میں جس شخصیت کا ذکر ہے، اس کے محض نام پہ کائنات کا ذرہ ذرہ نہ فقط سر دھنتا بلکہ سرتاپا رقص کناں نظر آتا ہے، آمدِ ربیع النور یعنی نور کی بہار کے موقع پر شاعر موصوف ہی کے ایک شعر پہ اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ:۔

مسکراؤ! بہار کے دن ہیں
گُل کھلاؤ بہار کے دن ہیں

◆◆◆

از: مفتی جمیل احمد قادری*

خیمۂ اہل بیت میں پانی نہ ہونے کے دعوے پر امام اہل سنت نے کوئی حوالہ کیوں نہیں دیا

مجدد اسلام، امام اہل سنت، حضور اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرمایا کہ:

" کربلا میں رسول اللہ ﷺ کے جگر پارے کو تین دن بے اب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے، تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد 14 رصفحہ 592)

اور اس پر کسی تاریخی کتاب کا حوالہ نہیں دیا، جبکہ روایات مختلف ہیں، بعض روایتوں کے مطابق خیمۂ حسین پاک میں پانی موجود تھا، امام حسین اور ان کے بعض رفقا نے اس دن غسل بھی کیا، اہل علم کے مابین یہ بحث کئی دن سے گرم ہے، ایک صاحب نے تو یہاں تک لکھ مارا کہ:

" یہ حضرات (یعنی امام اہل سنت، استاذ زمن، علامہ نعیم الدین مراد آبادی اور مفتی جلال الدین صاحب امجدی علیہم الرحمہ) قران، حدیث، فقہ وغیرہ علوم شرعیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے، جیسا کہ ان کی کتب سے ظاہر ہے، لیکن تاریخ ان کا موضوع نہ تھا۔"

یعنی امام اہل سنت تاریخ نہیں جانتے تھے، اس لیے بلا سند بات کہہ دی، بعض لوگ اپنے خلاف، امام اہل سنت کی تحریریں پاتے ہیں، تو عجیب عجیب الٹی سیدھی حرکتیں کرنے لگتے ہیں، لفظ کملی پر جب بحث کا بازار گرم تھا اور ایک فریق کی گردن پھنسنے لگی، تو اس نے بھی یہی کہا تھا کہ اعلیٰ حضرت فقیہ تھے، زبان و بیان کے ماہر نہیں تھے، کہ ان کی تحریروں سے استدلال درست مانا جائے۔

مجھے تو لگتا ہے کہ کل کو کوئی صاحب یہ بھی کہہ دیں گے کہ اعلیٰ حضرت فقیہ تھے، علم حدیث ان کا موضوع نہیں تھا، اس لیے اس فن میں کی جانے والی ان کی گفتگو، مستند نہیں ہوسکتی، کوئی سر پھرا یہ کہہ دے کہ امام اہل سنت نے جو میراث اور ترکہ کے مسائل لکھے ہیں، وہ قابل اعتبار نہیں، کیونکہ اعلیٰ حضرت فقیہ تھے اور علم میراث کا لازمی جز ریاضی ہے اور ریاضی اعلی حضرت کا موضوع نہ تھا۔

میں مضمون نگار سے کہوں گا، کہ امام اہل سنت کی رفعت علمی آپ کیا جانیں، وہ جاننے کے لیے بھی وافر علم کی ضرورت ہوتی ہے، دقیق نظر چاہیے جو صاحب نظر تھے، وہ تو برسوں پہلے کہہ گئے کہ: ع

جس سمت آگئے ہو، سکے بٹھا دیئے ہیں

اور آپ جیسوں کے لئے میں کہتا ہوں: ع

دیدہ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے

امام احمد رضا کتنے علوم کے تاجور تھے اور کیسے تھے، اس وقت یہ میرا موضوع بحث نہیں، ورنہ آپ کی شکایت دور کر دیتا کہ" تاریخ ان کا موضوع نہیں تھا، اس لیے اس میں کامل دسترس نہیں رکھتے تھے" آپ چار تاریخی کتابوں کو سامنے رکھ کر" تاریخ داں" بن گئے اور جن اکابر کی زندگی، تاریخی کتب کی ورق گردانی میں گزری ہے، وہ آپ کے نزدیک کامل دسترس نہیں رکھتے، واہ صاحب واہ!!!

امام احمد رضا نے واقعات کربلا، خصوصاً پانی والے مسئلے کو تاریخی کتابوں سے لیا ہی نہیں، کیونکہ ان کی نظر میں تاریخی کتابیں عموماً اغلاط سے پر ہوتی ہیں، امام فرماتے ہیں:

" واضح ہو چکا ہے کہ کتب سیر میں کیسے کیسے مجروحوں، مطعونوں، شدید الضعفوں کی روایات بھری ہیں۔"

دوسطر بعد فرمایا:

"سیر، موضوع کے سوا ہر قسم ضعیف وسقیم و بے سند حکایات کو جمع کرتی ہے۔"

اسی جگہ ہے:

"سیر میں بہت اکاذیب واباطیل بھرے ہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد دوم صفحہ 623/سب سے پرانا نسخہ باب الاذان والاقامۃ)

چار عدد تاریخی کتابوں پر اچھلنے والے لوگ، حضرت ملا علی قاری کی بھی سنیں، کیا فرماتے ہیں، حضرت کا ارشاد ہے:

"فان غالبهم غير صحيح و كذب صريح۔ یعنی تاریخی باتیں اکثر غلط اور صریح جھوٹ ہوتی ہیں۔"

(شرح الشفا للقاضی عیاض، جلد ۲/ص ۸۹)

تاریخی روایات کے بارے میں اگر مزید تفصیل درکار ہو تو فتاویٰ رضویہ، جلد ۲/کا صفحہ 622/سے صفحہ 624/تک مطالعہ کرلیں، آپ کو تاریخ کی استنادی حیثیت کے بکھرے چیتھڑے نظر آئیں گے، یہی وجہ ہے کہ امام اہل سنت نے اپنے فتوے میں آب بندی کے ذکر کے وقت کسی تاریخی کتاب کا حوالہ نہیں دیا، کیونکہ حوالہ تب دیتے جب کسی کتاب سے اخذ فرماتے، مجدد اسلام کے نزدیک تو تاریخی روایات قابل استناد تھیں ہی نہیں، پھر ان کے ذکر کا کیا معنیٰ؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنی اہم اور صدیوں پرانی بات کا علم یقینی، امام کو کیسے ہوا؟ ان کا مصدر اور ذریعۂ ثبوت کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام اہل سنت نے جو باتیں تحریر فرمائیں، ان کا ثبوت تواتر مسلمین سے ہوا ہے جو علم یقینی کا افادہ کرتا ہے، شرح عقائد میں ہے:

"اسباب العلم للخلق ثلاثة الحواس السليمة و الخبر الصادق و العقل..... والخبر الصادق على نوعين احدهما الخبر المتواتر وهو الثابت على السنة قوم لا يتصور طواطهم على الكذب وهو موجب العلم الضروری كالعلم بالملوك الخالية فی الازمنة الماضية و البلدان النائية۔" (شرح عقائد، ص35) ترجمہ: مخلوق کے لیے اسباب علم تین ہیں، حواس سالم، خبر صادق اور عقل، خبر صادق کی دو قسمیں ہیں، ایک خبر متواتر اور یہ وہ بات ہے، جو کسی قوم کی زبان پر ثابت ہو، اس طور پر کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا متصور نہ ہو اور خبر متواتر علم یقینی کا افادہ کرتا ہے، جیسے زمانہ ماضی کے بادشاہوں اور دور دراز کے شہروں کے بارے میں جاننا (کہ یہ خبر متواتر سے ہی ہوا ہے)

امام اہل سنت سے پوچھا گیا:

"حضور! کتب بینی ہی سے علم ہوتا ہے؟، فرمایا: یہی نہیں! بلکہ افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔"

(الملفوظ، جلد اوّل، صفحہ 6/قادری کتاب گھر بریلی شریف)

افواہ رجال اور تواتر دونوں ایک ہی ہیں، تواتر کی شرعی حیثیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے، کہ امام غزالی فرماتے ہیں، کہ کسی مسلمان کی طرف کسی گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں، مگر تواتر کے ذریعہ اس کا ثبوت ہو تو پھر یہ نسبت معتبر ہوگی، احیاء العلوم میں ہے:

"لا تجوز نسبة مسلم الى كبيرة من غير تحقيق نعم يجوز ان يقال ان ابن ملجم قتل عليا فان ذلك ثبت متواترا۔ ترجمہ (اعلیٰ حضرت) کسی مسلمان کو کسی کبیرہ گناہ کی طرف بے تحقیق، نسبت کرنا حرام ہے، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم شقی خارجی اشقی الاخرین نے امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا، کہ یہ بہ تواتر ثابت ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲/صفحہ 623/باب الاذان والاقامۃ)

تاریخی کتابیں حضرت علی کی شہادت پر چیخ چیخ کر کہتی ہیں کہ ابن ملجم نے مولا علی کو قتل کیا، مگر محققین علماء، تاریخ کی ایک نہیں سنتے، ہاں تواتر مسلمین سے جب اس کا ثبوت ہوا تو سب نے مانا، تواتر، علم یقینی کے افادہ میں اتنا موثر ہے، کہ اس کے لیے اسلام کی شرط بھی ضروری نہیں، کافر کا تواتر بھی معتبر ہے، یہودیوں کے یہاں یہ امر مشہور ہے کہ ان کا دین ابدی ہے، تا قیامت باقی رہے گا اور ہر یہودی اس بات کا قائل ہے، گویا یہ

تواتر سے ثابت ہے، حالانکہ اسلامی عقیدے کے مطابق، دین موسوی منسوخ ہو چکا ہے۔

صاحب نبراس نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہودیوں کی خبر، حد تواتر کو نہیں پہنچتی، کیونکہ تواتر کے لیے ضروری ہے کہ اس وقت سے لے کر، اب تک ہر دور میں، اتنے افراد اس کے راوی ہوں، جن کا جھوٹ پر توافق ممکن نہ ہو، اور تاریخ یہود میں ایک دور ایسا آیا ہے کہ ان کے قتل عام کے بعد دو چند افراد ہی زندہ باقی بچے تھے، بقیہ سارے کے سارے مارے گئے تھے اور جو باقی بچے تھے، ان کی تعداد، نصاب تواتر کو نہیں پہنچتی، نبراس کے الفاظ ہیں:

"والجواب عن خبر الیهود ففیه وجهان احدهما ان بخت نصر الملک المجوسی قتلهم حتی لم یبق منهم عددالتواتر- ترجمہ: یہودیوں کی خبر، حد تواتر کو اس لیے نہیں پہنچتی، کہ مجوسی بادشاہ بخت نصر نے سوا، چند کے، سب کو قتل کر دیا تھا۔" (نبراس، ص52)

اسی طرح عیسائیوں کے یہاں ایک مسئلہ ہے کہ وہ لوگ حضرت عیسی کے مصلوب ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ہر عیسائی اس بات کا معتقد ہے، لہٰذا یہ بھی تواتر سے ثابت ہونا چاہیے، علامہ عبدالعزیز فرہاری نے اس کا بھی جواب دیا، کہ عیسائیوں کی روایت، حد تواتر کو نہیں پہنچتی، کیونکہ ابتدا میں یہ روایت صرف چار لوگوں سے چلی اور چار لوگوں کا ہونا تواتر کی نصاب کو پورا نہیں کرتا، حضرت کے الفاظ ہیں:

"فالجواب عن خبر النصاری بوجوه احدهاانه منقول عن اربعةمنهم ولیس هذاعددالتواتر- ترجمہ: نصاری کی خبریں بھی حد تواتر کو نہیں پہنچتیں، کیونکہ ابتداً وہ چار افراد سے منقول ہیں اور چار کی عدد، حد تواتر کے لیے کافی نہیں۔" (نبراس، 52)

صاحب نبراس کے جواب نے واضح کر دیا کہ یہود و نصاری کی خبریں حد تواتر کو نہ پہنچیں، اس کی وجہ ان کا کفر یا خلاف اسلام عقیدہ نہیں، بلکہ راویوں کی تعداد کا، حد تواتر تک نہ پہنچنا، اصل سبب ہے، اب ایک حوالہ اور ملاحظہ فرمالیں، پھر اصل موضوع کی طرف آتے ہیں، ہندوؤں کے مذہبی پیشوا رام و کرشن کے نبی ہونے کا سوال آیا، کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ دونوں اپنے وقت کے نبی تھے، امام اہل سنت نے جواباً فرمایا کہ نبی ہونے کے لیے قرآن و حدیث سے ثبوت چاہیے، ان دونوں کا تو قرآن و حدیث میں کہیں نام و نشان تک نہیں، بلکہ وہ دونوں انسانی جماعت کے افراد سے تھے بھی، یا نہیں، اس کا بھی ہمارے یہاں ثبوت نہیں ملتا، ہاں تواتر ہنود سے ثابت ہوتا ہے کہ رام و کرشن نام کے دو فرد گزرے ہیں، مگر ساتھ ہی تواتر ہنود سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے، کہ وہ دونوں حد درجہ فاسق و فاجر تھے اور فاسق و فاجر شخص نبی نہیں ہو سکتا، امام کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:

" قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام و کرشن کا ذکر تک نہیں، ان کے نفس وجود پر سوائے تواتر ہنود، ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں، کہ یہ واقع میں کوئی اشخاص تھے بھی، یا محض انیاب اغوال و رجال بوستان خیال کی طرح اوہام تراشیدہ ہیں، تواتر ہنود اگر حجت نہیں، تو ان کا وجود ہی نا ثابت اور اگر حجت ہے تو اسی تواتر سے ان کا فسق و فجور، لہو و لعب ثابت، پھر کیا معنی کہ وجود کے لیے تواتر ہنود مقبول اور احوال کے لیے مردود مانا جائے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 6/صفحہ 142/رضا اکیڈمی ممبئی)

مذکورہ بالا عبارت کا یہ حصہ بغور پڑھیں "ان کے نفس وجود پر سوائے تواتر ہنود! ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں" امام فرما رہے ہیں کہ تواتر ہنود ہمارے یہاں دلیل ہے اور جب تواتر کفار، دلیل ہے، تو تواتر مسلمین کا کیا کہنا، اب آتے ہیں اصل مدعا کی طرف! معرکہ کربلا کے وجود کے بعد سے اب تک، ہر دور میں ہزاروں، لاکھوں، مسلمان اس بات کو بیان کرتے چلے آئے، کہ یزیدیوں نے اہل بیت پر تین دن تک پانی بند رکھا، اس عظیم تواتر کے ہوتے ہوئے، کسی دوسری دلیل، خصوصاً تاریخی حوالوں کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی۔

لہٰذا مجدد اسلام نے کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا، ہمارے بعض اکابر نے اگر کہیں کسی کتاب کی عبارت بقیہ ص ۴۵/ پر

حافظ الحدیث علامہ حکیم قادر بخش سہسرامی!

(از: مولانا طفیل احمد مصباحی*)

ایک مختصر تعارف

سرزمینِ سہسرام زمانۂ قدیم سے علم وحکمت اور معرفت و روحانیت کا مرکز رہی ہے، یہاں کی خاک سے بڑے بڑے اساطینِ علم وروحانیت اور اصحابِ فضل وکمال آفتاب وماہتاب بن کر نمودار ہوئے اور اپنی علمی وروحانی شعاؤں سے ملک کے ذرے ذرے کو منور بنایا۔ صوبۂ بہار کا یہ بابرکت دینی علوم کے علاوہ نظم ونثر اور شعر وسخن کے معاملے میں بھی کافی نمایاں رہا ہے، کہا جاتا ہے کہ وہاں کے کنکر پتھر بھی شاعری کرتے ہیں۔

کتاب "رجالِ سہسرام" میں راقم کے دعویٰ کی صداقت ملاحظہ کی جاسکتی ہے، مادرِ سہسرام نے جن نام ور جیالوں کو وجود بخشا، ان میں ایک اہم نام حافظ الحدیث حضرت علامہ الحاج حکیم قادر بخش محدث سہسرامی (متوفیٰ 1340ھ) کا بھی ہے، آپ ایک جلیل القدر عالم وفاضل، مایۂ ناز محدث، ہر دل عزیز خطیب، کامیاب مصنف اور قادر الکلام شاعر تھے "عاصی" تخلص تھا "حافظ الحدیث" "حافظ احادیثِ کثیرہ" اور "طوطیِ ہند" کے لقب سے ملقب تھے، آپ مجددِ اسلام، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی کے معاصر اور عاشقِ صادق تھے، والد کا نام مولانا حکیم حسن علی حسن سہسرامی ہے، جو اپنے وقت کے جید عالم و فاضل، ممتاز ادیب وشاعر اور طبیبِ حاذق تھے۔

حضرت علامہ قادر بخش سہسرامی 1272 یا 1273ھ میں پیدا ہوئے۔ عربی وفارسی کی ابتدائی کتب اور علمِ طب اپنے والدِ گرامی سے پڑھا، بعد ازاں مدرسہ خانقاہ کبیریہ، سہسرام میں داخلہ لیا اور وہاں کے جلیل القدر اساتذہ سے متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد لکھنؤ گئے اور حضرت علامہ عبد الحی فرنگی محلی وحضرت علامہ محمد نعیم فرنگی محلی سے معقولات ومنقولات کی منتہی کتب پڑھ کر سندِ فراغت حاصل کی اور خصوصیت کے ساتھ حضرت علامہ الحاج حافظ عبد الرحمٰن محدث پانی پتی سے علومِ حدیث میں اکتسابِ فیض کیا۔ علاوہ ازیں حضرت علامہ سید احمد زینی دحلان مکی سے بھی سندِ حدیث حاصل کی، جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ کے مرید ہوئے اور بعد میں اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔

"تذکرہ علمائے اہل سنت" میں آپ کو قطب العصر حضرت مولانا شاہ عبد اللطیف ستھنی علیہ الرحمہ کا مرید وخلیفہ بتایا گیا ہے، واللہ اعلم بالصواب! آپ نہایت ذہین، ذکی، صاحبِ فکر وتدبر اور قوی الحافظہ عالم وخطیب تھے، خدا نے آپ کو غیر معمولی قوتِ یادداشت عطائی فرمائی تھی۔ جو کتاب ایک بار پڑھ لیتے، اس کے مباحث ہمیشہ کے لیے ذہن کی اسکرین پر نقش ہو جاتے اور وقت ضرورت کتاب کے صفحات اور سطر تک بتا دیتے۔

"رجالِ سہسرام" میں لکھا ہے کہ ایک بار آپ راستہ بھول گئے، راہبر کی تلاش تھی، دریں اثنا حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کی رہنمائی فرماتے ہوئے دعاؤں سے نوازا، اس دعا کے طفیل اللہ رب العزت نے آپ کی قوتِ حافظہ میں غیر معمولی اضافہ کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ جس کتاب کی جس عبارت کو ایک بار بغور پڑھ لیتے تھے، وہ آپ کو حفظ ہو جاتی تھی ایک بار کا ذکر ہے کہ سہسرام کی ایک مسجد میں ختمِ تراویح سنانے کے لیے حافظ صاحب وقت پر نہ آسکے، علامہ قادر بخش سہسرامی نے اہلِ محلہ سے روزانہ ایک پارہ حفظ کر کے تراویح سنانے کا وعدہ کر لیا اور آپ نے ایک ایک پارہ کر کے نصف قرآن تراویح سنا دیا، جب حافظ صاحب تشریف لے آئے تو آپ رک گئے۔

(رجالِ سہسرام، ص328: ناشر: خدا بخش لائبریری، پٹنہ)

حضرت علامہ قادر بخش سہسرامی کی محدثانہ عظمت اور مہارتِ

* مضمون نگار ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ کے سابق نائب مدیر ہیں۔

علم حدیث کا ایک جہاں قائل ہے، مولانا سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں :

''مولانا قادر بخش سہسرامی کے دیکھنے والے تو شاید اب بھی موجود ہوں گے، جو صحاح (بخاری و مسلم، ترمذی و ابی داؤد وغیرہ) کے ورق ورق زبانی سناتے چلے جاتے تھے، بخاری کی حدیثیں سند کے ساتھ بیان کر کے فتح الباری (شرحِ بخاری) عینی (عمدۃ القاری) وغیرہ شروح کی عبارتیں تک مولانا زبانی سناتے تھے۔''

(ہندوستان میں مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت، 1/196 رمکتبۃ الحق، جوگیشوری ممبئی)

مصنف "رجالِ سہسرام" حاذق ضیائی لکھتے ہیں: (الف) آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا حافظ حاجی عبد الرحمٰن صاحب محدث پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، جن سے خصوصیت کے ساتھ فن حدیث کی تعلیم پائی اور انجام کار خود بھی "حافظ الحدیث" کے نام سے مشہور ہوئے۔ (ب) مولانا (قادر بخش سہسرامی) کو اپنی زندگی میں زیارتِ حرمین شریفین کا بھی موقع ملا، مشہور ہے کہ جب انہوں نے بیت اللہ شریف وغیرہ میں عربی زبان میں متعدد تقریریں کیں تو علمائے عرب نے بھی ان کے محدثانہ تبحر و کمال کی داد دی۔

(رجالِ سہسرام، ص 327-326 رمطبوعہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ)

تصنیفی خدمات

حضرت علامہ قادر بخش محدث سہسرامی بیک وقت متعدد اوصاف سے متصف تھے، عالم و فاضل، مقرر و واعظ، حکیم و طبیب، ادیب و شاعر اور مصنف و مؤلف تھے، صاحبِ نزھۃ الخواطر (الاِعلام بمن فی تاریخ الھند من الاَعلام) نے تعارف و تذکرہ کے ساتھ آپ کے مندرجہ ذیل کتب و رسائل شمار کرائے ہیں:

''الشیخ العالم الفقیہ قادر بخش بن حسن علی الحنفی السھسرامی احد العلماء المذکرین..... و من مصنفاتہ :(1) التقریر المعقول فی فضل الصحابۃ و اہل بیت الرسول۔ (2) الاربعین فی اشاعتِ مراسم الدین۔ (3) ضرب القادر علیٰ رقبۃ الواعظ الفاجر۔ (4) رفع الارتیاب عن المغترین بشرف بشرف الانساب۔ (5) غایۃ المقال فی رویۃ الھلال۔ (6) تحفۃ الاتقیاء فی فضائل آل العبا۔ (7) جور الاشقیاء علی ریحانۃ سید الانبیاء۔ (الاِعلام بمن فی تاریخ الھند من الاَعلام، ص 1331 ر مطبوعہ: دار ابن حزم، بیروت)

"التقریر المعقول" 168 رصفحات پر مشتمل ہے اور اپنے موضوع پر نہایت عمدہ اور محقق و مدلل کتاب ہے، مولانا محمد ادریس نگرامی کے بقول: مؤلف کے مطالعہ میں رسالہ تقریر معقول گزرا ہے، فی الواقع بہت محقق و مدلل ہے۔

(تذکرہ علمائے حال، ص 67 رمطبوعہ: منشی نول کشور، لکھنؤ)

مولانا قادر بخش سہسرامی کی دو اہم تصنیف "کتاب الاربعین فی اشاعتِ مراسم الدین" اور "التقریر المعقول فی فضل الصحابۃ و اہل بیتِ الرسول" کا نمونۂ نثر بالترتیب ملاحظہ فرمائیں، جسے ڈاکٹر سید مظفر اقبال گیاوی ثم بھاگل پوری نے اپنی تحقیقی کتاب "بہار میں اردو نثر کا ارتقا" میں نقل کیا ہے۔

الف: فضائل تلاوتِ قرآن کے احادیث میں بکثرت وارد ہیں، ترمذی نے روایت کی ہے کہ جو شخص ایک حرف قرآن کا پڑھے گا، ہر چند کلمہ و لفظ پورا نہ ہو، ایک نیکی اس کے حق میں لکھی جائے گی اور ادنیٰ ثواب نیکی کا دہ گونہ (دس گنا) ہوتا ہے، پس ایک حرف قرآن کا پڑھنا مستوجب (حق دار) دس نیکیوں کا بلا تامل ہوتا ہے۔

ب: حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت اصرار کیا ضرار سے کہ تم صفاتِ حضرت علی بیان کرو، جب وہ اصرار سے معذور ہوئے تو کہنے لگے کہ حضرتِ علی واسع العلوم والمعارف یعنی علم و معرفت بہت وسیع رکھتے تھے کہ آپ کے علم و معرفت کی غایت، دریافت سے ہم لوگوں کے باہر تھی، دین کی تائید میں شدید القویٰ تھے، کلام آپ کا فاصلِ حق و باطل ہوا کرتا تھا، حکم کرتے تھے ساتھ انصاف کے۔ جاری تھے چشمے علم کے آپ کی ہر جانب سے اور باتیں حکمت و دانش مندی کی آپ کے ہر ناحیہ

سے یعنی تمام اعضا و جوارح آپ کے منبعِ علم وحکمت تھے، گھبراتے تھے آپ دنیا اور اس کی تازگی سے، انس رکھتے تھے، رات اور تاریکی سے اس کی، جاری رہتا تھا اکثر اشک آپ کی آنکھوں سے بخوفِ خدا، اکثر آپ متفکر رہا کرتے تھے۔

(بہار میں اردو نثر کا ارتقا، ص130 / 131، ناشر، کتاب خانہ، تر پولیا، پٹنہ)

آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ کھگڑہ، ضلع پورنیہ، بہار میں گزرا، آپ پیری مریدی بھی کرتے تھے، ضلع پورنیہ میں آپ کا قائم کردہ خانقاہ بھی ہے، صوبۂ بہار کے علاوہ دوسرے صوبوں میں بھی آپ کے مریدین تھے، آپ تادمِ حیات درس وتدریس، وعظ وتقریر، تصنیف وتالیف کے کاموں میں مصروف رہے اور قال اللہ و قال الرسول کی صدائے دل نواز سے دلوں کو گرماتے رہے، آپ ہر سال شبِ معراج کے موقع پر ایک صاحب کے گھر تقریر کیا کرتے تھے۔ تقریر کی تیاری میں مشغول تھے کہ چیچک کے دانے نکل آئے، بایں ہمہ دین کی تبلیغ سے باز نہ آئے، معراج شریف کے عنوان پر آپ زوردار آواز سے تقریر کر رہے تھے کہ دریں اثنا آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

"تذکرہ علمائے اہل سنت" میں آپ کا سنِ وفات شعبان 1337ھ لکھا ہے، موروثی قبرستان میں تالاب شیر شاہ سوری سے پورب ٹریننگ اسکول، سہسرام سے متصل بجانب شمال ایک احاطہ میں آپ کا مزار ہے، آپ کے لوحِ تربت پر حضرت علامہ فرخند علی فرحت سہسرامی (بانی مدرسہ خیریت نظامیہ، سہسرام) کا تحریر کردہ قطعۂ وفات درج ہے۔ بعد وصال ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں اور ہزاروں افراد کے ہجوم میں معراج کے عنوان پر تقریر کر رہے ہیں، سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

◆◆◆

ص ۴۲ کا بقیہ

پیش کی، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے اسی عبارت کو اپنے مدعا کے ثبوت کا ذریعہ بنایا، نہیں اور ہرگز نہیں، بلکہ تائید کے طور پر کتاب یا اس کی عبارت رکھ دی ورنہ ان کی دلیل تواتر مسلمین ہے، تاریخی کتابوں کے مضطرب اقوال نہیں، وما توفیقی الا باللہ!

◆◆◆

ص ۵۳ کا بقیہ

اگر بعض نہیں ہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ مثل مشہور ہے "للاکثر حکم الکل" بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے نہیں ہٹتا مگر وہی جس کے دل میں کجی ہوتی ہے، اللہ جل وعلا ہمیں اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے:۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

خلاصۂ کلام

تمام گفتگو کا زبدہ یہ ہے کہ مرجع العلما حضور اعلیٰ حضرت کی ذات ستودہ صفات کی وجہ سے بریلی شریف کو تمام اکابر علما مرکز تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس میں اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ آئینے کی طرح جھلکتی ہے، حق و باطل کو جانچنے کے لیے اس سے بہتر کوئی کسوٹی نہیں کہ وہ بریلی شریف کو مرکز مانتا ہے یا نہیں، اگر مانتا ہے تو حق پر ہے اور اگر نہیں مانتا ہے تو بقول سید مغربی علیہ الرحمہ: وہ بدعتی ہے، اسی لیے حضور تاج الشریعہ نے فرمایا:۔

مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے

مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے
ایک پہچان دین نبی کے لیے

اللہ جل وعلا ہمیں تادم مرگ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رکھے اور بریلی شریف کی مرکزیت سلامت رکھے، آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

◆◆◆

آقا سب نبیوں میں افضل تو ہے سب ولیوں سے برتر
ان کا ماہ ربیع الاوّل تیرا ماہ ربیع الثانی

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

اکیسویں قسط

ترغیبات

گزشتہ سے پیوستہ

(۴) سچی سنگت والے کے سنگ رہ (یعنی اچھی قربت والے کا پڑوس اور قرب اختیار کر مگر اس کے ساتھ بے فائدہ بحث وتکرار کرنے، جھگڑا کرنے سے پرہیز کر) تو (اس رویہ کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ) تجھے اس کی طرف سے صاف، بے لوث خالص محبت میسر آئے گی بشرطیکہ تو اس سے کبھی نہ الجھے نہ کج بحثی وغیرہ کرے۔

(۵) جب تجھے کسی پڑوسی (ہم سایہ) کی تلاش ہو تو کسی آزاد (یعنی شریف) کو پڑوسی بنا یا ایسے شخص کے پڑوس میں رہ جو باعزت کریم النفس ہو۔ (کیونکہ شریف وکریم کے پڑوس میں رہنے سے) تیرا مرتبہ اونچا ہوگا (قدر ومنزلت بڑھے گی)

(۶) کیونکہ (بات یہ ہے کہ) جو کسی نااہل، ناقدرشناس (غیر شریف) کے ساتھ بھلائی کرے گا (اچھا سلوک کرے گا) تو وہ رائیگان جائے گا گویا سمندر کے پار پھینک دیا یا گہرے دریا میں ڈال دیا۔ (یعنی نااہل سے توقع نہیں کہ وہ تمہارے حسنِ معاملات کی اچھی مکافات کرے گا، قدر کرے گا)

(۷) آسمانوں کے عرض میں اللہ کی (تیار فرمودہ) ایک عظیم ترین جنت ہے لیکن اسے مکارہ کی باڑھ نے گھیر رکھا ہے یعنی انسانی نفس کے لئے جو باتیں ناگوار ہیں جنت کے اردگرد گویا ان کی باڑھ لگی ہوئی ہے۔ (تو جو مکارہ سے صبر وپرہیز کرے گا وہی جنت میں داخل ہو سکے گا)

دوزخ وجنت کی باڑھ

حدیث شریف: مصنف علیہ الرحمہ اپنی سند نقل کر کے بطریق ابو سلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے (صحابۂ کرام کو) بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بلایا اور حکم دیا کہ جا، جنت کو اور اس کی نعمتوں کو دیکھ کر آ جو میں نے جنتیوں کی لئے تیار کی ہیں، وہ واپس آئے اور عرض کیا تیری عزت کی قسم! جو اسے سنے گا اس میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہے گا، پھر جنت، مکارہ سے (یعنی نفس کی ناپسندیدہ چیزوں سے) گھیر دی گئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب جا کر دیکھ۔ وہ دیکھ کر واپس آئے اور عرض کیا تیری عزت کی قسم! اب مجھے اندیشہ ہے کہ (شاید) اس میں کوئی بھی داخل نہ ہو سکے۔ پھر ان کو دوزخ کی طرف بھیجا کہ جا دوزخ کو اور اس کے عذاب کو جو اہل دوزخ کیلئے میں نے تیار کیا ہے دیکھ کے آ، انہوں نے واپس آ کر عرض کیا تیری عزت کی قسم! اسے جو بھی سنے گا، وہ اس میں داخل نہیں ہوگا (یعنی موجبات نار سے مکمل پرہیز کرے گا) پھر دوزخ، شہوات نفسانیہ سے گھیر دی گئی تب فرمایا پھر سے جا کر دیکھ، وہ دیکھ کر لوٹے، عرض کیا تیری عزت وجلالت کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ (شاید) اس میں داخل ہوئے بغیر کوئی نہیں رہے گا۔ [روایت پوری ہوئی۔ مترجم غفرلہ]

آتش جہنم کی شدت وحدت، انسانی تصور سے باہر

حدیث شریف: مروی ہے کہ حضور پرنور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اذکروا من النار ماشئتم فلا تذکرون منها شیئا الا وهی اشد منه۔ (ترجمہ) یعنی تم آتش جہنم (کی شدت وحدت) کا جو چاہو (زیادہ سے زیادہ) تصور کرو، تم جو بھی تصور کرو گے (کم ہی ہوگا) یقیناً وہ تمہارے تصور سے بڑھ کر سخت تیز گرم ہے۔"

روایت: مصنف علیہ الرحمہ اپنے والد سے سن کر ان کی سند متصل کے ساتھ حضرت میمون ابن مہران (علیہ الرحمہ) سے راوی ہیں کہ جب یہ (مندرجہ ذیل) آیت کریمہ نازل ہوئی تو (مارے

شدت خوف کے) حضرت سلمان (فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سر پر ہاتھ رکھا اور (بے تحاشہ) نکل بھاگے، تین دن بھاگے پھرے کوئی انہیں پکڑ نہیں سکا، حتی کہ تین دنوں کے بعد لائے گئے، وہ آیت کریمہ یہ ہے:

''وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ۔ (ترجمہ) بے شک جہنم ان سب (کافروں، منافقوں، عاصیوں) کے لئے وعدے کی جگہ ہے۔ [سورۂ حجر – ۴۳]

طبقات دوزخ اور عذاب وشفاعت وغیرہ پر مشتمل اہم مضمون

خبر جبرئیل علیہ السلام: حضرت یزید رقاشی (علیہ الرحمۃ والرضوان) حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں، فرمایا: ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں (خلاف معمول) ایسی ساعت میں آئے جس میں نہیں آتے تھے اور ان کا رنگ متغیر تھا، حضور نے پوچھا میں آپ کو یہ کیسا بدلے ہوئے رنگ والا دیکھ رہا ہوں (یعنی اس تغیر اور بدحالی کا سبب کیا ہے) ؟ کہا: یا رسول اللہ ! میں جو اِس گھڑی آیا ہوں (اس کا سبب یہ ہے کہ ابھی) اسی گھڑی اللہ نے دوزخ کی دھونکنیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسے دھونکیں (پھونکیں) اور (مزید کہا) جو بندہ یہ علم رکھتا ہو کہ بے شک جہنم حق ہے، بے شک نار حق ہے، بے شک عذاب قبر حق ہے اور اللہ کا عذاب اکبر ہے اسے زیبا نہیں کہ اسکی آنکھ ٹھنڈی ہو (یعنی اسے بے فکر و بے خوف ہونا ہرگز مناسب نہیں) تا وقتیکہ عذاب الٰہی سے امان حاصل نہ ہو لے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اس خبر پر رحمت عالم نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل ! مجھ سے جہنم کا وصف بیان کرو۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اچھا! (اور پھر کہنا شروع کیا)...

جہنم تین ہزار سال مسلسل دھونکائی گئی ہے

...اللہ تعالیٰ نے جب جہنم بنائی تو بے شک اس پر ہزار سال تک آگ جلائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی پھر مزید ہزار سال تک جلائی گئی تو وہ سفید پڑ گئی، پھر اور ہزار سال تک جلائی گئی تو وہ سیاہ ہوگئی اور اب وہ بالکل کالی، اندھیری ہے، نہ اس کی لپٹیں بند ہوتی نہ انگارے بجھتے ہیں۔ قسم اس ذات کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر جہنم سوئی کے ناکے کے برابر بھی کھول دی جائے تب بھی بے شک اہل دنیا سب کے سب ضرور اس کی تپش سے جل بھن جائیں، قسم خدا کی اگر دوزخیوں کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا زمین وآسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو البتہ جملہ اہل زمین اس کی تیز سڑاند (بدبو) اور تیز بھڑک (Heat) پاکر ضرور مر جائیں گے اور قسم اس کی جس نے حضور کو نبی برحق مبعوث فرمایا، اگر ان زنجیروں کا ہاتھ بھر ٹکڑا جن کا کتاب اللہ میں ذکر آیا کسی پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو بہہ پڑے گا حتی کہ زمین کے ساتویں طبقے تک جا پہنچے گا اور قسم اسکی جس نے حضور کو سچا نبی مبعوث فرمایا اگر مغرب میں (یعنی دنیا کے ایک سرے پر) کسی آدمی کو عذاب دیا جائے تو اس کی شدت سے مشرق (یعنی دوسرے کنارے) والے بھی جلے بغیر نہ رہیں، جہنم کی تپش شدید، اس کی گہرائی بعید اور اس میں زیور حدید اور مشروب حمیم وصدید (یعنی کھولتا ہوا پانی اور پیپ) ہے، اس کے کپڑے، آگ کے ٹکڑے ہیں۔ (اور مزید یہ کہ...)

جہنم کے طبقات کی تعداد وکیفیت کا بیان

...لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ۔ (ترجمہ) یعنی جہنم کے سات پھاٹک (یعنی طبقے) ہیں، ہر ایک پھاٹک کے لئے، دوزخیوں میں کا ایک ایک حصہ بٹا ہوا ہے۔ [سورۂ حجر – ۴۴]

تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا اسکے دروازے ہمارے (دنیوی) دروازوں کی طرح ہیں؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: نہیں بلکہ وہ (چوپٹ) کھلے ہوئے ہیں اور بعض نیچے ہیں بعض سے۔ (یعنی اوپر نیچے بنے ہوئے ہیں) اور ایک دروازے سے دوسرے تک ستر سال کی مسیرت (۱) ہے اور ہر دوسرا دروازہ (یعنی طبقہ) اپنے پہلے والے سے ستر گنا تیز گرم ہے اور اللہ کے دشمنوں (کافروں، عاصیوں) کو دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا اور جب وہ اس کے

[۱] مسیرت = راستہ، فاصلہ، مسافت، ۱۲ر مترجم غفرلہ۔

دروازے تک پہنچیں گے تو زبانیہ (عذاب کے مخصوص فرشتے گویا جلاد) بیڑی اور ہتھکڑی یا طوق لئے ہوئے ان کا استقبال کریں گے۔ زنجیر، دشمن خدا کے منھ میں ڈال کر دُبر سے نکالی جائے گی اور اس کا بایاں ہاتھ گردن سے ملا کر اس میں ہتھکڑی (یا طوق) پہنایا جائے گا اور داہنا ہاتھ (سینہ توڑ کر) دل میں داخل کر کے (پیچھے سے) شانوں کے درمیان کھینچ کے نکالا جائے گا اور زنجیروں سے جکڑ دیا جائے گا اور ایک ایک آدمی کو ایک ایک شیطان کے ساتھ جوڑ بھر کے ایک ہی زنجیر میں باندھا جائے گا اور منھ کے بل گھسیٹا جائے گا اور لوہے کے گرزوں سے ملائکہ پٹائی کریں گے۔ (اور مزید یہ کہ):

''كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا۔

(ترجمہ) یعنی جب جب دوزخی اس کی گھٹن سے گھبرا کر اس سے باہر نکلنا چاہیں گے بار بار اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔'' [سورۂ حج-۲۲]

طبقات جہنم کی تقسیم کہ کونسا طبقہ کس گروہ کے لئے؟

...پھر (یہ سن کر) حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ ان سب پھاٹکوں (طبقات دوزخ) میں کون کون لوگ داخل ہوں گے؟ (یعنی کس طبقے میں کون سی امت یا جماعت)؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: سب سے پچھلے طبقہ میں منافقین اور اصحاب مائدہ (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی امت) میں کے وہ لوگ جو (بعد ایمان اور بعد نزول مائدہ[۱]) کافر ہو گئے تھے اور آل فرعون (یعنی خود فرعون اور اس کے اَتباع) اور اس طبقہ کا نام ھاوِیَہ ہے اور دوسرے طبقہ میں مشرکین اور اس کا نام جحیم ہے اور تیسرے میں صابی (ستارہ پرست یا بعض انبیاء کی مرتد امت) اور اس کا نام سَقَر ہے اور چوتھے میں ابلیس اور اس کے اَتباع اور مجوسی اور اس طبقۂ دوزخ کا نام لَظیٰ ہے اور پانچویں میں یہودی اور اس کا نام حُطَمہ ہے اور چھٹے میں (عام) نصاری اور اس کا نام سعیر ہے...

حضور کو، عذاب کی خبر سے شدید صدمہ

...پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام رک گئے کہ حضور کے سامنے آگے بیان کرنے سے شرم آئی، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: (کیوں چپ ہو گئے) کیا مجھے ساتویں طبقے کے سُکّان کی بابت خبر نہیں دو گے؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اس میں حضور کی امت کے وہ اہل کبائر داخل ہوں گے جو (سچی) توبہ کئے بغیر (بحالت فسق و فجور) مرے ہوں گے، یہ سن کر (حضور کو اتنا صدمہ وغم لاحق ہوا کہ) بے ہوش ہو کر زمین پر آرہے، تو جبرئیل حضور کا سر اقدس افاقہ ہونے تک برابر اپنی گود میں رکھے رہے، جب ہوش میں آئے تو فرمایا: اے جبرئیل میری مصیبت عظیم ہے، میرا غم شدید ہے، ارے کیا میرا کوئی ایک امتی بھی دوزخ میں جائے گا؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ہاں آپ کی امت کے اہل کبائر دوزخ میں جائیں گے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رو پڑے اور (ساتھ میں) جبرئیل بھی روئے...

صدمۂ حضور کی کیفیت

...پھر (جبرئیل علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد) حضور گھر میں تشریف لے گئے اور لوگوں سے محجوب ہو کر گھر میں (غمگین) بیٹھ رہے۔ بس نماز کیلئے باہر تشریف لاتے اور نماز پڑھا کے اندر تشریف لے جاتے اور (مارے شدت حزن کے) کسی سے کلام نہیں کرتے (نہ گھر والوں سے نہ باہر والوں سے) اور گھر میں جا کر نماز میں اور اللہ کی طرف تضرع وزاری میں لگ جاتے، روتے رہتے۔

.....جاری

ص ۵۴ کا بقیہ.....

عرض گزار: سید ابوبکر مصطفی قادری
کوٹیہ، مدنپور، دیوریا، یوپی، پن کوڈ 274205
واٹس اپ، نمبر 9452685195
ای میل smahmad9452gmail.com

نوٹ: اہل قلم خصوصی توجہ فرمائیں، تاکہ یہ اہم کام بروقت انجام پذیر ہو سکے۔

◆◆◆

[۱] مائدہ = کھانوں بھرا خوان۔ ۱۲- مترجم غفرلہ۔

(از: محمد جسیم اکرم مرکزی*

بریلی شریف کی مرکزیت! اکابر کا متفقہ فیصلہ

اللہ جل وعلا نے دین اسلام کی نشر واشاعت کے لیے انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ تمام انسان ایک خدا کی پرستش کریں، سب سے آخر میں خاتم النبیین حضور پُرنور سرکار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انسان کو کفر وشرک کی تاریک گھاٹیوں سے نکال کر اسلام کی کھلی فضاؤں میں زندگی بسر کرنے کی ہدایت مرحمت فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کے بعد تبلیغ اسلام کی نشر واشاعت کا بیڑا اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اٹھایا بعد ہم اس عظیم منصب کو علمائے کرام نے سنبھالا، انھیں علمائے کرام کی جماعت میں ایک ذات ستودہ صفات کو دنیا منفرد الکمال، عدیم المثال کنز الکرامت جبل الاستقامت عظیم المرتبت نیر برج فقاہت قاطع کفر وضلالت دافع شرک وبدعت مجدد دین وملت عاشق شاہ رسالت محب جان نبوت آیت من آیات اللہ معجزۃ من معجزات رسول اللہ اعلیٰ حضرت سیدنا سندنا مولانا المفتی الحافظ القاری الشاہ الامام احمد رضا خان القادری البریلوی علیہ رحمۃ المنان کے نام سے یاد کرتی ہے۔

جن کی حیات کا ہر ورق نہایت صاف وشفاف ہے جنھوں نے مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع جلائی اور عظمت رسالت سے الجھنے والوں کا شدت سے تعاقب کیا، وہ زندگی کے ہر شعبے میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی وناصر رہے، سائنسدانوں کے باطل نظریات کی تردید میں کتابیں تصنیف فرما کر سائنسدانوں کو انگشت بدندان کر دیا، جن کی کتاب حیات کے ہر ورق سے عشق رسالت بزرگوں کی عقیدت فصاحت وبلاغت اخوت ومحبت کی خوشبو پھوٹتی ہے جس سے ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں جانیں معطر ہو رہی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے عہد میں شرق وغرب شمال وجنوب میں کوئی ان کا ہم پلہ ہمسر نہیں تھا، پورے عالم اسلام میں ان کی حیثیت فیصل کی تھی، دنیا کے ہر خطے کے علما، مشائخ، حکما، فلاسفہ، مدبرین، محققین، محدثین، مفکرین، بلکہ بڑے بڑے سائنسدان بھی ان سے رجوع کرتے تھے اور اپنی نگاہیں ان کی طرف مرکوز رکھتے تھے جو گتھی کہیں نہیں سلجھتی اسے آپ دلائل وبراہین سے مزین و آراستہ کر کے بآسانی سلجھا دیا کرتے تھے، اسی لیے تو دنیا آج بھی تسلیم کرتی ہے اور ان شاء اللہ تا قیام قیامت کرتی رہے گی۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی علمی جلالت کو دیکھ کر علمائے عرب وعجم نے اپنا مرجع ومرکز مانا، جس پر کثیر شواہد ودلائل موجود ہیں آیئے ہم سب سے پہلے مرکز کا معنی لغۃ اور اصطلاحاً آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں پھر دلائل وشواہد کے ذریعے اس کو ثابت کیا جائے گا کہ حضور اعلیٰ حضرت کی ذات سنیت کا مرکز ومعیار ہے، مرکز کا لغوی معنی: رکز، یرکز (شیئا فی شیءٍ) باب نصر ینصر سے ہے، معنی ہے: جمانا، گاڑنا، مرکوز کرنا، زمین میں گاڑنا، پیدا کرنا جیسے "رکز السھم فی الارض ـ رکز اللہ المعادن فی الارض او الجبال۔ ترجمہ: اللہ نے زمین میں دھاتوں کو پیدا کیا، ھذا شیء مرکوز فی العقول: یہ چیز عقلوں میں راسخ ہے۔ [القاموس الوحید، ص ٦٦٣]

اللہ جل وعلا کا فرمان عالیشان ہے:

"و لئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ۔
ترجمہ: اور اگر وہ (زمین وآسمان سرکیں) تو اللہ کے سوا کوئی نہ روکے۔" (سورۃ فاطر، آیت ٤١)

علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے رغائب الفرقان میں

اس آیۂ کریمہ کی یہ تفسیر فرمائی: (ان تزولا) کراھۃ زولاھما عن مقرھما و مرکزھما: یعنی اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقر سے ہٹ نہ جائیں۔'' اس کا عطف تفسیری "مرکزھما" زائد کیا مرکز جائے رکز، جمانا، گاڑنا یعنی زمین وآسمان جہاں جمے ہوئے گڑے ہوئے ہیں وہاں سے نہ سرکیں۔ [فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲۷ رسالہ ۳ رنزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان، ص ٦]

مرکز کا اصطلاحی معنی

اصطلاح میں جس شی کا جو مرکز ہوگا، اسی کے مطابق اس کی تعریف ہوگی لیکن یہاں دور حاضر میں علما کا مرکز مراد ہے، اصطلاحی معنی: عقائد ونظریات میں علمائے اہل سنت کی نظریں جس ذات ستودہ صفات پر مرکوز ہو جائیں قلوب واذہان جم جائیں کہ اس کے قرآن واحادیث وآثار فقہا سے مزین وآراستہ اقوال کو فیصل سمجھیں وہی مرکز ہے، اب اس اصطلاحی معنی کے تناظر میں ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ کون سی ذات ہے جس کی طرف علمائے اہل سنت وعوام اہل سنت کی نگاہیں مرکوز ہیں۔

علمائے عرب کا فیصلہ

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتاب مستطاب ''الدولۃ المکیۃ فی مادۃ الغیبیۃ'' میں دلائل وبراہین کا بحر بیکراں دیکھ کر شیخ مختار عطارد الجاوی (مسجد حرام، مکہ معظّمہ) نے امام احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا:

"فکأنه من معجزات نبینا صلی الله علیه وسلم اظهره الله تعالیٰ علی ید هذا الامام الاوحد۔ [الدولۃ المکیۃ فی مادۃ الغیبیۃ، مطبوعہ کراچی، ص ۷۲] ترجمہ: گویا یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اس یکتائے زماں امام کے ہاتھوں ظاہر فرمایا۔"

مذکورہ بالا اقتباس کو پڑھیں اور بحر حیرت واستعجاب میں ڈوب جائیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ارقام فرمائے ہوئے دلائل وبراہین پر شیخ عرب کی نگاہیں اس طرح مرکوز ہوئیں کہ انھیں حضور کے معجزات میں سے ایک معجزہ کہا اور اس معجزے کا ظہور امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے ہاتھوں ہوا جس کے سبب مسلمانان عرب وعجم کے ایمان وعقائد کی حفاظت ہوئی، حضرت سید محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ جو نہایت ہی باصلاحیت ذی شعور عالم دین ہیں، باب السلام کے آس پاس بیٹھ کر درس حدیث دیا کرتے تھے، وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ہی کی ذات مقدسہ کو سنیت کا مرکز ومعیار اور حق وصداقت کی کسوٹی قرار دیتے تھے، فرماتے ہیں:

"اذا جاء رجل من الهند نسئله عن الشیخ احمد رضا خان فان مدحه علمنا انه من اهل السنة وان ذمه علمنا انه من اهل البدع هذا لمعیار عندنا۔ ترجمہ: جب کوئی شخص ہندوستان سے آتا ہے تو ہم اس سے شیخ احمد رضا کے بارے میں سوال کرتے ہیں، اگر وہ ان کی تعریف کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ وہ اہل سنت سے ہے اور اگر ان کی برائی کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ وہ اہل بدعت سے ہے یہ ہی میرے نزدیک (حق وباطل کو پرکھنے کا) معیار ہے۔" [مسلک اعلیٰ حضرت! منظر پس منظر، ص ۱۸۳]

ان الفاظ کو پڑھیے اور بار بار پڑھیے کہ حضرت سید محمد مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بات کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ میرے نزدیک امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی کی ذات معیار ومرکز حق وصداقت ہے جو ان کی تعریف کرے گا، وہی اہل سنت سے ہوگا اور جو ان کی مذمت کرے گا وہ اہل بدعت سے ہوگا، مذکورہ بالا دونوں اقتباس سے واضح ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو یہ مقام ومعیار دربار رسالت سے عطا ہوا ہے، آپ کی ذات میان حق وباطل خط امتیاز کی حیثیت رکھتی ہے، سنیت کی پہچان اسی ذات سے ہوتی ہے، یہ دو اقتباس محض تمثیل کے لیے قارئین کرام کے نذر ہے ورنہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے متعلق علمائے عرب کے تاثرات پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں جو سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہیں۔

علمائے عجم کا فیصلہ

حضور سید شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ (کچھوچھہ شریف) فرماتے ہیں:

"میرا مسلک شریعت وطریقت میں وہی ہے جو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے، میرے مسلک پر چلنے کے لیے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔"

شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خان علیہ الرحمہ (پیلی بھیت شریف) فرماتے ہیں:

"دین واسلام کا سچا خلاصہ ''مسلک اعلیٰ حضرت'' ہے، یہی وہ مجمع البحار ہے جس پر آج حنفیت و شافعیت، مالکیت و حنبلیت، قادریت و چشتیت، سہروردیت ونقشبندیت، مجددیت و برکاتیت وغیرہم سب سمندروں کا سنگم ہے۔"

مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"میں مسلک اہل سنت پر زندہ رہا اور مسلک اہل سنت وہی ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت ہے، اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں مرقوم ہے، الحمد للہ اسی پر میری عمر گزری اور الحمد للہ آخری وقت اسی مسلک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر میرا خاتمہ بالخیر ہو رہا ہے۔"

امام الملت والدین امام العلما علامہ امام الدین کوٹلوی علیہ الرحمہ رماتے ہیں:

"بشر مجھ سے مصافحہ کرلو، اب میں جانے والا ہوں اور میری تمہارے لیے دعا ہے، دیکھ تمہارے والد فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور تمہارے تایا مولانا عبد اللہ قادری رضوی اور میں اعلیٰ حضرت بریلی شریف والے کے مسلک کی تبلیغ کرتے رہے تم بھی اسی مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہنا، اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔"

حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"میں تمام مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بریلی شریف کے تاجدار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت علامہ فقیہ مفتی محمد احمد رضا خان بریلوی کا جو مسلک ہے وہی میرا مسلک ہے، مسلمانوں اس مسلک کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اسی پر قائم رہنا۔"

حضرت شاہ جی میاں محمد شیر خان نقشبندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"جوان کا مسلک وہی میرا مسلک جوان کا نہیں وہ میرا نہیں۔"

محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہیں، ان کا مذہب مسلک اہل سنت و جماعت ہے۔" [سنی آواز ناگپور ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء]

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید احمد قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"تعجب ہے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی کا فتویٰ ہوتے ہوئے فقیر سے استفسار کیا جا رہا ہے، فقیر کا اور فقیر کے آبا و اجداد کا وہی مسلک ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ہے۔" [ماہنامہ سنی آواز ناگپور ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء]

تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"مسلک اعلیٰ حضرت درحقیقت مسلک حنفی ہے اور حقانیت کی پہچان ہے۔"

رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"سارے فرقہائے باطلہ کے مقابلے میں اپنی دینی جماعتی شناخت کے لیے ہمارے پاس بریلوی یا مسلک اعلیٰ حضرت کے لفظ سے زیادہ جامع کوئی دوسرا لفظ نہیں۔"

فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ضروری ہوگا اور

اس سے روکنے والا بد مذہب ہوگا یا حاسد۔"

[فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۲ رص ۴۳۰]

(از تقدیم: مسلک اعلیٰ حضرت! منظر پس منظر)

علمائے کرام کے مذکورہ بالا فرامین کے مطالعہ سے قارئین پر خوب ظاہر و باہر ہو گیا ہوگا کہ حضور اعلیٰ حضرت کی تعلیمات پر علما کی نگاہیں کس درجہ مرکوز تھیں، حق و باطل میں فرق اور سنیت کی پہچان کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات کی طرف انتساب کافی مانا جاتا رہا ہے اور ہنوز مانا جاتا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ مانا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام مرکز کا مطلب اوپر پڑھ کر آئے ہیں کہ مرکز اسے کہتے ہیں جس کی طرف ہر چہار جہت کے علمائے کرام رجوع کرتے ہیں، مذکورہ بالا فرمان سے یہ آشکار ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات مرکز العلما تھی، مزید شواہد کے لیے فتاویٰ رضویہ شریف کے فتاویٰ کے صرف شروع حصے کا مطالعہ فرمائیں، آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ عوام تو عوام خواص، علمائے کرام بھی آپ کو اپنا مرکز و مرجع تسلیم کرتے ہیں۔

بریلی شریف مرکز کیوں؟

امام احمد رضا کی ذات ستودہ صفات کی وجہ سے بریلی شریف سنیوں کا مرکز بنا، ایسا نہیں ہے کہ نفس بریلی شریف میں از خود ایسی صلاحیت و جاذبیت ہے جس کی وجہ اسے مرکز کہا جاتا ہے بلکہ یہ تمام خوبی بریلی شریف کو حضور اعلیٰ حضرت کی وجہ سے عطا ہوئی ہے، جیسے کوفہ اور بصرہ نحویوں کا مرکز ہے، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ نفس کوفہ اور بصرہ از خود مرکز نحویان ہے بلکہ اسے مرکز اس لیے کہا جاتا ہے کہ امام فرا، امام سیبویہ، امام خلیل یعنی بڑے بڑے نحویوں نے یہاں سے علم نحو کی نشر و اشاعت کی اور تشنگان نحو کی پیاس بجھائی، اسی لیے ان جگہوں کو مرکزیت حاصل ہوئی۔

اگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بریلی میں تشریف نہ لاتے، اسے آماجگاہ علم و فن نہ بناتے تو کون ہے جو اسے اپنا مرکز تصور کرتا؟ کہا جاتا ہے فلاں جگہ سے علم کی کرنیں پھوٹتی ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نفس جگہ سے علم کی کرنیں پھوٹتی ہیں، نہیں بلکہ وہاں کے علمی شخصیات کی پیشانیوں سے علم و عمل کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔

بریلی شریف ہی مرکز کیوں؟

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے زمانے میں بہت سارے فتنے تھے اور سب اہل سنت و جماعت میں سے ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، جیسے دیوبندی، وہابی، نیچری، قادیانی، غیر مقلد، شیعی، رافضی، ناصبی وغیرہم تو ایسے نازک وقت میں یہ کیسے پتہ چلتا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل ہے؟ حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حضور پُرنور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے تمام فرقہائے باطلہ کا رد بلیغ فرمایا اور ان کے دھرے نظریے سے نقاب اٹھا کر بے نقاب کر دیا ایسے دلائل و براہین کے ذریعے تردید فرمائی کہ آج بھی ایوان باطل میں زلزلہ برپا ہے جواب دینے سے عاجز و قاصر ہیں بلکہ بہتوں نے حضور اعلیٰ حضرت کی چوکھٹ پر سر رکھ دیئے اور بولے: ؎

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہے جا بجا تھانے والے

جب آپ ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں گے جن میں فرقہائے باطلہ کی تردید کی گئی ہے تو آپ پر حق کا انکشاف ایسے ہی ہوگا جیسے دن میں سورج کی روشنی کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے، چند کتابوں کے نام ملاحظہ فرمائیں: حسام الحرمین، فتاویٰ الحرمین، الدولۃ المکیہ، الکوکبۃ الشہابیۃ، سبحان السبوح، النہی الاکید، ازالۃ الاثار، اطائب الصیب، رسالہ فی علم العقائد والکلام، تمہید ایمان، الامن والعلا، تجلی الیقین، الصمصام، رد الرفضہ، جزاء اللہ یعجبہ، خالص الاعتقاء، انباء المصطفی، الزبدہ الزکیہ، شمائم العنبر، دوام العیش، انفس الفکر، الفضل الموہبی، مذکورہ بالا سطور کی تائید کے لیے ان ساری کتابوں کا مطالعہ کرنا کافی ہے۔

اسی لیے تمام فرقہائے باطلہ حضور اعلیٰ حضرت کے نام پاک سے چڑھنے لگے اس نام سے ان کی طبیعت میں کوفت ہونے لگتی ہے، چہرے کا رنگ زرد پڑنے لگتا ہے، جس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص بد مذہب ہے اسی لیے ذات اعلیٰ حضرت کو

میان حق و باطل خط امتیاز کی حیثیت حاصل ہوئی جیسا کہ ماقبل میں صراحتاً ذکر ہوا اور اسی ذات کی بنا پر بریلی شریف سنیوں کا مرکز بن گیا سنیت کی پہچان یہیں سے ہونے لگی، اب رہی بات کہ بریلی شریف ہی مرکز کیوں؟ اگر کوئی دوسری جگہ مرکز بنانا چاہے تو کیا بن نہیں سکتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی دوسری جگہ بھی سنیوں کا مرکز بن سکتی ہے، ممکن ہے۔

لیکن جس ذات کی وجہ سے مرکز قرار دیں گے تو وہ ذات کس معیار کی ہے یہ تو دیکھا جائے گا اگر واقعی وہ مرکز بننے کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ضرور اس کو مرکز مانا جائے گا، لیکن پہلے یہ تو ثابت ہو کہ علما عوام سب ان کی طرف رجوع کرتے ہوں اور ان کو اپنا مرکز تصور کرتے ہوں اس سے حق و باطل کے درمیان امتیاز ہوتا ہوا گر اس کسوٹی پر کوئی کھرا اترے تو ضرور اسے مرکز تصور کیا جائے جیسے ایک زمانے میں دہلی سنیوں کا مرکز رہا ہے ایسے ہی ایک زمانے میں مارہرہ مطہرہ مرکز رہا ہے پھر بریلی شریف مرکز بنا، تو ہوسکتا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت میں بھی امتداد زمانہ کی وجہ سے کچھ شر پسند پیدا ہو جائیں اور وہ بھی اپنے کو مسلک اعلیٰ حضرت والے کہتے ہوں پھر اللہ جل وعلا کا فضل ہو کہ وہ ایسا بندہ پیدا فرمائے جو مسلک اعلیٰ حضرت میں گھسے ہوئے شر پسندوں کو نکال کر باہر پھینک دے اور پھر مسلک اعلیٰ حضرت والا کون ہے؟ اس کی شناخت اس ذات سے ہونے لگے، جس نے ان شر پسندوں کو نکال پھینکا، جیسے مسلک اہل سنت کی شناخت مسلک اعلیٰ حضرت سے ہوتی ہے۔

لیکن اگر کوئی یہ دعویٰ کرے تو آنکھ بند کر کے اس کی بات نہیں مان لی جائے گی، اس کو ضرور ہر زاویے سے پرکھا جائے گا، فی زمانناا گر دیکھیں تو ایسا کچھ نہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات خط امتیاز نہ ہو بلکہ آج بھی حق و باطل کے درمیان اعلیٰ حضرت کی ذات خط فاصل ہے، سنیوں کی نگاہیں آپ پر مرکوز ہیں، یہ اللہ کی عنایت ہے، اللہ جسے چاہے عطا فرمائے، کوئی لاکھ چاہے مرکز بنانا لیکن بنا نہ پائے، کیونکہ جب اہل اسلام ہی اسے مرکز نہ مانیں تو پھر کاہے کا مرکز؟

بریلی شریف کی مرکزیت پر اکابر کا متفقہ فیصلہ

یہاں پر ان علمائے کرام کے اسمائے گرامی ذکر کیے جاتے ہیں جنھوں نے بریلی شریف کو تادم اخیر سنیوں کا مرکز مانا (۱) حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز (۲) حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری قدس سرہ العزیز (۳) حضرت علامہ مفتی سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ شریف قدس سرہ العزیز (٤) صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ (٥) ملک العلما علامہ مفتی سید محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ (٦) صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (٧) برہان ملت علامہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ (٨) حضرت علامہ مفتی مظہر اللہ نقشبندی دہلوی علیہ الرحمہ (٩) حضور مجاہد ملت علامہ مفتی حبیب الرحمن عباسی اڑیسوی علیہ الرحمہ (١٠) امین شریعت مفتی اعظم کانپور حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین مظفر پوری قدس سرہ العزیز (١١) حضور حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ العزیز (١٢) حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان بھاگلپوری علیہ الرحمہ (١٣) حضرت علامہ مقبول احمد خان بہاری علیہ الرحمہ (١٤) حضور سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفی برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ (١٥) حضور احسن العلما حضرت علامہ مفتی سید حیدر حسین مارہروی علیہ الرحمہ (١٦) شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ (١٧) شمس العلما حضرت علامہ مفتی نظام الدین الہ آبادی (١٨) بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی قدس سرہ العزیز (١٩) پاسبان ملت حضرت علامہ مفتی محمد مشتاق احمد نظامی الہ آبادی قدس سرہ العزیز (٢٠) حضرت علامہ مفتی خادم حسین گیاوی علیہ الرحمہ (٢١) مرشدنا سیدنا سندنا تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی قدس سرہ العزیز۔

اور بھی بہت سارے مقتدر اسما میرے پیش نظر ہیں لیکن طوالت کے خوف سے چھوڑ رہا ہوں، بس یوں سمجھیے تمام اکابر علمائے کرام بریلی شریف کی مرکزیت پر متفق ہیں، بقیہ ص ۴۵ پر

پس پردہ بھی قائم ہے حکومت غوث اعظم کی

(از: پھول محمد نعمت رضوی، سرلاہی نیپال

عمل کی ہے صداقت اصل دولت غوث اعظم کی
اسی سے ہوگئی ہے رب سے قربت غوث اعظم کی

اٹھی چشم کرم تو چور کو ابدال کر ڈالا
بہت مشہور ہے جگ میں کرامت غوث اعظم کی

مریدی لاتخف جب کہہ دیا ہے شاہ جیلاں نے
مرے پھر کام آئے کیوں نہ نسبت غوث اعظم کی

جو ساری عمر مخلوق خدا کی دستگیری کی
بڑھے کونین میں پھر کیوں نہ عزت غوث اعظم کی

ضرور اک دن شہ بغداد کی چوکھٹ پہ پہنچوں گا
اگر مجھ پر بھی ہوجائے عنایت غوث اعظم کی

چھپانے سے دلوں کے راز ہرگز چھپ نہیں سکتے
پس پردہ بھی قائم ہے حکومت غوث اعظم کی

کوئی بھی منقبت شایان شاں لکھے گا کیا نعمتؔ
ہے میری سوچ سے بالا وہ رفعت غوث اعظم کی

بگڑے کاموں کو بناؤ مرے غوث اعظم

(از: صوفی عالم رضا نوری، بریلی شریف

سوئی قسمت کو جگاؤ مرے غوث اعظم
پار بیڑے کو لگاؤ مرے غوث اعظم

بے کلی دل کی مٹاؤ مرے غوث اعظم
اب کلی دل کی کھلاؤ مرے غوث اعظم

جیسے مردوں کو جلاتے ہو لگا کر ٹھوکر
میرے دل کو بھی جلاؤ مرے غوث اعظم

ٹوٹی کشتی پہ مری ٹوٹ پڑیں ہیں موجیں
میری کشتی کو بچاؤ مرے غوث اعظم

اک نظر ڈال کے رہزن کو بنایا رہبر
پھر وہی جلوہ دکھاؤ مرے غوث اعظم

لذّت دید سے آنکھیں کرو ٹھنڈی میری
شربت دید پلاؤ مرے غوث اعظم

تاج شاہی کی مجھے چاہ نہیں سر کو میرے
اپنے قدموں سے لگاؤ مرے غوث اعظم

جو ہیں منظور نظر آپ کے صدقہ ان کا
مجھ بُرے کو بھی نبھاؤ مرے غوث اعظم

معتبر ہوتا نہیں کوئی قطب ہو کہ ولی
مہر جب تک نہ لگاؤ مرے غوث اعظم

پھول ہیں قادری گلشن کے رضا و نوری
ان کی خوشبو میں بساؤ مرے غوث اعظم

فکر دنیا نہ مجھے دین سے کردے غافل
فکر دنیا سے بچاؤ مرے غوث اعظم

پنجتن پاک کے صدقے میں ہمارے میراں
بگڑے کاموں کو بناؤ مرے غوث اعظم

بھر دو بھر دو مرے آقا مری جھولی بھر دو
خالی در سے نہ اٹھاؤ مرے غوث اعظم

اب تو آجاؤ کہ دم آیا لبوں پر آقا
آ کے کلمہ تو پڑھاؤ اے غوث اعظم

کس طرح حاضر دربار ہو بے پر عالم
اب تو پر اس کے لگاؤ مرے غوث اعظم

ایک اہم اعلان

پاسبان ملت، مناظر اہل سنت، خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی دینی وملی، دعوتی وتبلیغی خدمات پر مشتمل ایک ضخیم دستاویز بنام جہان پاسبان ملت کی ترتیب کے کام کی ابتدا ہوچکی ہے۔

صاحبان قرطاس وقلم سے گزارش ہے کہ مضامین وتأثرات ۳۰ رنومبر ۲۰۲۳ء تک بھیج کر قلمی معاونت فرمائیں، حضرت پاسبان ملت علیہ الرحمہ کے خطوط، معائنہ جات، تقاریظ وتأثرات وغیرہ ہوں تو ضرور ارسال فرمائیں۔

بقیہ ص ۴۸ ر پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोटः-

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाआत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

OCTOBER - 2023
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan